بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

لقد نصرکم اللہ ببدر و انتم اذلۃ

بدر

ہفت روزہ

قادیان

ایڈیٹر:- محمد حفیظ بقاپوری

شرح چندہ سالانہ چھ روپے
ششماہی ۳-۵۰ روپے
ممالک غیر ۵۰-۷ روپے
فی پرچہ ۱۳ نئے پیسے

جلد ۱۱	۱۵ نبوت ۱۳۴۱ ہش ۔ ۱۶ جمادی الثانی ۱۳۸۲ھ ۔ ۱۵ نومبر ۱۹۶۲ء	نمبر ۴۶

وائس پریذیڈنٹ ہندوستان جناب ڈاکٹر ذاکر حسین صاحب کا مکتوب

چین کی جارحیت کے خلاف جماعت احمدیہ قادیان کی طرف سے امداد و تعاون کی پیشکش کے جواب میں جناب ڈاکٹر ذاکر حسین صاحب نائب صدر جمہوریہ ہند نے مندرجہ ذیل خط تحریر فرمایا ہے:-

از دفتر وائس پریذیڈنٹ

نئی دہلی

مورخہ ۵ نومبر ۱۹۶۲ء

میرے پیارے شری راجیکی صاحب

میں آپ کے خط مورخہ ۲۹ اکتوبر اور اس کے ساتھ منسلکہ صدر انجمن احمدیہ کے ریزولیوشن کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اور آپ کے حب الوطنی کے جذبات کو قدر کی نگاہ سے دیکھتا ہوں۔

(دستخط) ڈاکٹر ذاکر حسین

بخدمت شری برکات احمد راجیکی
ناظر امور عامہ جماعت احمدیہ قادیان

صدر انجمن احمدیہ کے ریزولیوشن بابت پیشکش امداد برائے تحفظ ملک

(ادارہ)

جناب وزیر داخلہ کی طرف سے شکریہ

صدر انجمن قادیان نے ریزولیوشن نمبر ۶۸ مورخہ ۲۷/۱۰/۶۲ میں حکومت چین کی جارحانہ کارروائی پر اپنی طرف سے ملک کے تحفظ اور سالمیت کے لئے جو پیشکش کی ہے اس کی اطلاع جناب وزیر داخلہ حکومت ہند کو دینے پر ان کی طرف سے مندرجہ ذیل چٹھی موصول ہوئی ہے:-

از دفتر وزیر داخلہ
ہندوستان
نئی دہلی

نمبر 3469 - HM/62

مورخہ ۲ نومبر ۱۹۶۲ء

مکرم بندہ

مجھے ہدایت ملی ہے کہ میں صدر انجمن احمدیہ کے اس ریزولیشن کا شکریہ ادا کروں جو آپ نے اپنی چٹھی نمبر ۴۷۸/۶۲-۱۷ کے ذریعہ سے بھجوایا ہے۔ جناب وزیر داخلہ صاحب آپ کی جماعت کے ان مخلصانہ جذبات کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں جو اس ریزولیوشن کا باعث ہوئے ہیں۔

آپکا مخلص

(دستخط) ایس۔ ایس گپتا سپیشل اسسٹنٹ

اخبار احمدیہ

ربوہ ۱۰ نومبر۔ (بوقت ۸½ بجے صبح) سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق اخبار الفضل میں شائع شدہ آج کی رپورٹ مظہر ہے کہ

کل حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی طبیعت بے چین رہی اس وقت طبیعت اچھی ہے۔

احباب جماعت خاص توجہ اور التزام سے دعائیں کرتے رہیں کہ مولا کریم اپنے فضل سے حضور کو صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے۔ آمین۔

قادیان ۱۳ نومبر صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ مع اہل و عیال بفضلہٖ خیریت سے ہیں۔ الحمد للہ۔

بخدمت شری برکات احمد صاحب راجیکی
ناظر امور عامہ
سلسلہ احمدیہ قادیان۔ ضلع گورداسپور

کلکتہ کے مخلص احمدی

جناب سیٹھ محمد صدیق صاحب بانی کلکتہ کی طرف سے قومی ڈیفنس فنڈ میں گرانقدر عطیہ

یہ اطلاع شکریہ سے شائع کی جاتی ہے کہ ہمارے مخلص اور مخیر احمدی جناب سیٹھ محمد صدیق صاحب بانی کلکتہ نے نیشنل ڈیفنس فنڈ میں اپنی فرم کی طرف سے تین ہزار پانصد (/۳۵۰۰ روپے) ادا کئے ہیں۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء
اس تعلق میں جو احباب بھی قومی فنڈ میں کوئی رقم ادا کریں نظارت ہذا میں اطلاع دے کر ممنون فرماویں۔

ناظر امور عامہ سلسلہ احمدیہ قادیان

قادیان میں جلسہ سالانہ

بتاریخ ۱۸، ۱۹، ۲۰ دسمبر منعقد ہوگا

احباب کی درخواست پر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے قادیان میں منعقد ہونے والے جلسہ سالانہ کی تاریخیں ۱۸، ۱۹، ۲۰ دسمبر مقرر فرمائی ہیں۔ اس طرح احباب ریلوے کے رعایتی کرایہ سے بھی فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ اور پاسپورٹ ہونے پر قادیان کے بعد ربوہ کے جلسہ میں بھی شمولیت کا موقع پا سکتے ہیں۔ احباب ابھی سے جلسہ میں زیادہ سے زیادہ تعداد میں شریک ہونے کی سعی شروع کر دیں۔ اللہ تعالیٰ توفیق دے۔ آمین۔

ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

ملک صلاح الدین ایم۔ اے پرنٹر و پبلشر نے رانا آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر صدر انجمن احمدیہ قادیان

ہفت روزہ بدر قادیان — مورخہ ۱۵ نومبر ۱۹۶۲ء

وقت کی ضرورت اور علماء کے مشاغل

اس عنوان پر ایک اداریہ پہلے لکھا جاچکا ہے۔ اس سلسلہ میں آج کی صحبت میں ہم مزید کچھ کہنا چاہتے ہیں۔ پہلے ذرا ذیل کے چند اقتباسات ملاحظہ فرمایئے جو قریب قریب ایک ہی وقت میں مختلف مقامات سے شائع ہونے والے مختلف اخبارات کے قابل ذکر اہل صحافت کے خیالات کا گویا نچوڑ ہیں:-

(۱) مولانا دریابادی صاحب کے نام آندھرا پردیش کی ایک تعلیم یافتہ خاتون نے اپنے ایک مراسلہ میں جو صدق جدید میں شائع ہوا مسلمانوں کی اعتقادی کمزوریوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے خاص طور پر اُن کے مشرکانہ خیالات میں مبتلا ہو کر صریح طور پر مشرک اقوام سے مشابہت پیدا کر لینے کا ذکر کیا اور مولانا صاحب سے اصلاح احوال کی نسبت استصواب کیا۔ مولانا کی طرف سے مراسلہ کے جواب کی ابتدائی سطریں ملاحظہ ہوں:-

"امت کی موجودہ بے عملی اور مشرکانہ جاہلی رسموں میں گرفتاری بالکل مسلّم ہے یہ عام مشاہدہ کی چیزیں ہیں۔ لیکن اس سے نجات دلانا کس کے بس کی بات ہے۔ کایا پلٹ کے لئے پیغمبرانہ عزم و عزیمت کی ضرورت ہے۔ ہم ناکارہ بس اتنا ہی کر سکتے ہیں کہ اپنے اپنے محدود دائرہ عمل کے اندر جو اپنی سی کوشش اپنی محدود بساط کے مطابق کئے جائیں۔ تحریر سے تقریر سے اور جس ذریعہ سے بھی ممکن ہو اور اسی قدر کے ہم مکلف ہیں ہماری ذمہ داری بنا اپنی مخلصانہ کوششوں پر ختم ہو جاتی ہے۔ اس کے آگے

مجھے فکر جہاں کیوں ہو
جہاں تیرا ہے یا میرا"

(صدق جدید ۲۳ ۱۱/۶۲ء)

(۲) عامۃ المسلمین کی اس مستقل اعتقادی کمزوری کے ساتھ ان کی بے عملی کی کیفیت بھی ایک معاصر کا تجزیہ ملاحظہ ہو:- "یہ بات تو قریب قریب طے ہو چکی ہے کہ . . . مسلمان

پسند طاقتیں ہر جگہ کمزور ہیں اور بناؤ کو بگاڑ کے مقابلہ پر شکست کھانی پڑی ہے بگاڑ کا سیلاب مسلم ملکوں کے سروں پر چڑھا آ رہا ہے اور بناؤ کے بند اس قدر کمزور ہیں کہ وہ سیلاب کا رخ نہیں موڑ سکتے۔ یمن کی خونریزی ہو یا متحدہ عرب جمہوریہ کی سازشیں عراق اور مصر کی کھینچا تانی ہو یا سعودی عرب اور شام کی غیر متوازن سیاست ان کا واحد سبب مسلم معاشرہ کا بگاڑ ہے یہ بگاڑ پیدا نہ ہوتا اگر مسلم معاشرہ اسم بامسمیٰ ہوتا اور اس کے نظام حیات میں اسلامی قدروں کی جھلک نظر آتی جب تک مسلمان حدود اللہ کے پابند رہے اسلام نے ان کو ذلیل اور کمزور نہیں ہونے دیا۔ لیکن جب وہ مردم شماری کے مسلمان بنے اور عملاً ان کا واسطہ اسلام سے باقی نہ رہا وہ نکبت و ادبار کا شکار ہوئے۔"

(دعوت دہلی ۱۹ ۱/۲۲)

اس مقالہ میں آگے چل کر لندن کے مقیم ایک مسلمان کے مکتوب کا حوالہ دیتے ہوئے معاصر لکھتا ہے:-

"مکتوب نگار نے بڑے درد کے ساتھ لکھا ہے کہ —

"کہتے ہیں کہ یہودی قوم اعمال کے لحاظ سے بہت گری ہوئی ہے۔ اور اس لئے وہ ذلیل اور رسوا ہے مگر میرے مشاہدات یہ ہیں کہ ہم اس قوم سے بھی زیادہ ذلیل ہو چکے ہیں۔ اور ہمارے اندر وہ تمام برائیاں جمع ہو چکی ہیں جو زمانہ جاہلیت کے عربوں میں بھی جمع نہ ہوئی تھیں اس روشنی میں جو سلوک ہمارے ساتھ یہاں ہو رہا ہے وہ ہمارے ہی کرتوتوں کا نتیجہ ہے۔" (دعوت دہلی ۱۹ ۱/۲۲)

یہ تو عامۃ المسلمین کی اعتقادی

(۴) عملی حالت کا نقشہ ہے۔ اب ذرا حضرات "علماء کرام" کے کردار کی منہ بولتی تصویر اپنی مستند حوالوں کی روشنی میں ملاحظہ فرمایئے:-

(۱) اس سلسلہ میں لائلپور پاکستان کے ہفت روزہ "المنبر" کا بیان ملاحظہ ہو:-

"آج ہمارے ہاں کوئی گروہ ایک دوسرے کو الزام نہیں دے سکتا، اہل مذاہب لڑ رہے ہیں بریلویت، دیوبندیت، اہلحدیث و حنفیت کے نام پہ اور ان میں سے جو غیر ذمہ دار ہیں وہ ایک دوسرے کو "کافر" کہہ رہے ہیں مسلمانوں کو ایک دوسرے کے خلاف بھڑکا رہے ہیں، ایسے ایسے عقائد پر اصرار کر رہے ہیں جن کی پرچھائیں بھی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین پر نہیں پڑی تھیں۔ اس تقسیم تعصب کا نتیجہ نکل رہا ہے۔ اس صورت میں کہ آج ملک بھر میں یہ سوال بار بار دہرایا جا رہا ہے کہ اسلام کس کا قبول کریں؟ اہلحدیث کا؟ حنفی کا؟ دیوبندی کا؟ بریلوی کا؟ — اور آج ملک میں مسلمان ہے کون؟ سبھی ایک دوسرے کو کافر و مشرک خدا کے نافرمان اور رسول سے قطع تعلق رکھنے والے ثابت کرنے کے در پے ہیں اور ایسی روش اختیار کر رہے ہیں۔ کہ اللہ کے نام پر بنائی گئی مسجدیں بھی امن و سلامتی کا مرکز نہیں رہیں اور ان پاکیزہ جگہوں کو بھی فتنہ و فساد کے لئے استعمال کیا جانے لگا ہے۔

اہل مذہب کے اس طرز عمل پر اہل سیاست نفرت و حقارت کا اظہار کر رہے ہیں اور مذہب کے علمبرداروں کی غلط روش سے متاثر ہو کر نفس مذہب ہی سے بیزار ہونے لگے ہیں —

لیکن خود ان کا اپنا حال کیا ہے؟ یہ متحدہ محاذ قائم کر رہے ہیں مگر کس کے خلاف؟ امریکہ کی ملعون تہذیب کے خلاف؟ برطانیہ فرانس جیسی کے مقابل؟ روس کی دہریت سے نبرد آزما ہونے کے لئے؟ ملک میں پیدا شدہ الحادی بحران کے سد باب کے لئے؟ وہ سب کی اخلاقی بے راہ روی کا حل تلاش کرنے کے سلسلے میں؟ — نہیں!"

(المنبر ۲ ۱۱/۶۲)

(۲) معاصر الجمعیۃ دہلی نے لکھا:-

"آج کل پاکستان کے اخبارات امت میں تفریق پیدا کرنے والے مولوی صاحبان پر بڑی لے دے کر رہے ہیں اور انہیں شرم دلا رہے ہیں کہ نہ وہ عیسائیوں کے مقابلے پر آتے ہیں اور نہ بے راہ تہذیب کو چیلنج کرتے ہیں اور نہ الحاد اور کمیونزم کے خلاف کوئی محاذ بناتے ہیں بلکہ وہ مسلمانوں کو ہی اسلام کے دائرہ سے خارج کر رہے ہیں۔ مغرب پرستی منہ کھولے نوجوانوں کو چاٹ کر رہی ہے مگر مولوی صاحبان کو اس کی فکر نہیں۔ . . . .

. . . "پاکستانی مولویوں کا ذکر ہم نے اس لئے کیا کہ اس قسم کے فتنے ہندوستان کے بعض مقامات میں بھی اٹھائے جا رہے ہیں۔ اور مسلمانوں کو بنیادی مسائل سے ہٹا کر آپس کی جوتم پیزاری پر لگایا جا رہا ہے — ہم علماء قائم بالحق سے عرض کریں گے کہ وہ ان فتنوں کو دبانے کے لئے اپنے رسوخ کو کام میں لائیں اور عوام کو ان شر پسند مولویوں کے ہتھکنڈوں سے بچائیں۔"

(الجمعیت دہلی ۷ ۱/۲۲)

(۳) معاصر دعوت دہلی نے علماء کو خطاب کرتے ہوئے لکھا:-

"ہم علماء کرام کو اس خطرہ سے آگاہ کر دینا چاہتے ہیں کہ مسلم معاشرہ کا بگاڑ معمولی نہیں ہے بلکہ جس توانائی سے اور شر کی طاقتیں خیر کی طاقت پر برابر غلبہ حاصل کرتی جا رہی ہے۔ اگر شر کی کارفرمائی کا یہی حال رہا تو علماء کا اقتدار بھی زائل ہو جائے گا۔ اور وہ کسی وقت بھی شر کا مقابلہ نہ کر سکیں گے۔" . . . "لیکن علماء کے باہمی مناقشات نے آج امت کو یہ دن دکھائے ہیں کہ ہر مسلمان مردم شماری کا مسلمان بنتا جا رہا ہے اور وہ مسلمان ختم ہی رہا (باقی صفحہ پر)

معارف القرآن

خدا کی راہنمائی حاصل کرنے کا سب سے بڑا اور کامیاب ذریعہ یہی ہے

(کہ)

انسان خدا کے کلام پر غور کرے اُسے سمجھے اور اُس پر عمل کرنے کی کوشش کرے

خدا کو خدا کے ذریعہ ہی پایا جا سکتا ہے

از سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے سورۃ النمل کی تفسیر کے ضمن میں ایک مقام پر تعلق باللہ اور اس کے حصول پر جو پُرمعارف نوٹ تحریر فرمایا اُسے افادۂ احباب کی خاطر ذیل میں نقل کیا جاتا ہے ——— (ادارہ)

حضور فرماتے ہیں:-
خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ کے ایک یہ معنے بھی ہیں کہ ہم نے

انسانی فطرت

میں محبت اور ملاقہ کا مادہ رکھا ہے یعنی ہم نے اُسے ایسی حالت پر پیدا کیا ہے کہ وہ سوائے اس کے چین پا ہی نہیں سکتا کہ وہ کسی کا ہو رہے۔ بیشک جب تک اسے اصل چیز نہیں ملتی اُس وقت تک وہ کبھی بیوی کا ہو رہتا ہے کبھی بہن بھائی کا ہو رہتا ہے کبھی ماں باپ کا ہو رہتا ہے اور اس طرح وہ درمیان میں بھٹکتا پھرتا ہے مگر

جب خدا تعالیٰ کے ملنے کا راستہ

اُس پر کھل جاتا ہے تو پھر وہ خدا تعالیٰ کا ہی ہو جاتا ہے۔ حدیثوں میں آتا ہے کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے جنگ بدر کے موقعہ پر دیکھا کہ

ایک عورت کا بچہ

گم ہو گیا ہے اور وہ میدانِ جنگ میں اپنے بچے کو تلاش کرنے کے لئے ماری ماری پھر رہی ہے۔ اُسے جہاں کوئی بچہ ملتا وہ اُسے پیار کرتی اور گلے لگاتی۔ لیکن جب وہ دیکھتی کہ وہ اس کا اپنا بچہ نہیں تو اُسے چھوڑ دیتی اور آگے چل جاتی یہاں تک کہ اسے اپنا بچہ مل گیا اُس نے اُسے پیار کیا اور گلے لگایا اور ایک جگہ آرام سے بیٹھ گئی۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم یہ نظارہ دیکھ رہے تھے آپ نے صحابہؓ کو مخاطب کر کے فرمایا تم نے اس عورت کو دیکھا جس طرح یہ اپنے بچہ کے لئے بیتاب رہی اور جب اُسے اپنا بچہ مل گیا تو سکون اور اطمینان کے ساتھ بیٹھ گئی۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ بھی اپنے بھولے بھٹکے بندہ کے لئے ہر وقت بیتاب رہتا ہے۔ لیکن جب اس کا بندہ صحیح رنگ میں توبہ کر کے اُسے مل جاتا ہے تو وہ ایسا ہی سکون محسوس کرتا ہے جس طرح اس ماں

نے محسوس کیا ہے۔ پس قرآن کریم دعوے کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کے اندر تعلق اور محبت پیدا کرنے کا مادہ رکھ دیا ہے۔ اور پھر وہ اس کے حصول کے ذرائع پر بھی روشنی ڈالتا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ وہ چیز جو سچے مذہب کو دوسرے مذاہب یا عقائد پر فوقیت بخشتی ہے وہ

تعلق باللہ

ہی ہے۔ ایک انسان سچے مذہب میں شامل ہوئے بغیر محقق ہو سکتا ہے وہ سچے مذہب میں شامل ہوئے بغیر اچھا تاجر بن سکتا ہے وہ سچے مذہب میں شامل ہوئے بغیر اچھا صناع بن سکتا ہے وہ سچے مذہب میں شامل ہوئے بغیر صدقہ و خیرات بھی کر سکتا ہے مگر دنیا کا کوئی انسان سچے مذہب میں شامل ہوئے بغیر خدا رسیدہ نہیں ہو سکتا یہی وہ چیز ہے جو سچے مذہب پر چلنے والے اور نہ چلنے والے میں

ما بہ الامتیاز

ہے۔ اور جس سے معلوم ہو جاتا ہے کہ کوئی شخص سچے مذہب پر چلتا ہے یا نہیں۔ یہ ظاہر ہے کہ خدا رسیدہ وہی ہو سکتا ہے جو اس راستے پر چلتا ہے جو خدا تک پہنچتا ہے۔ جو شخص خدا تک جانے والے راستہ پر نہیں چلتا وہ خدا تک کس طرح پہنچ سکیگا۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ خدا کوئی مادی چیز نہیں اور نہ ہی اس کا کوئی خاص مکان ہے۔ مگر ساری روحانی اور معنوی چیزوں کے لئے رستے ہوتے ہیں

مثال کے طور پر

پڑھنا یا علم حاصل کرنا مادی چیز نہیں۔ زبان جاننا مادی چیز نہیں۔ اسی طرح جغرافیہ تاریخ اور حساب کا علم حاصل کرنا مادی نہیں مگر ان سب کے حصول کے

لئے کچھ راستے مقرر ہوتے ہیں جب تک زبان دانی کے لئے زبان نہ سیکھی جائے جب تک علم حساب کے لئے حساب کی کتابیں نہ پڑھی جائیں جب تک جغرافیہ کے علم کے لئے جغرافیہ کی کتابیں نہ پڑھی جائیں اور جب تک تاریخ دانی کے لئے تاریخ کی کتابیں نہ پڑھی جائیں تب تک انسان زبان تک حساب تک جغرافیہ تک اور تاریخ تک نہیں پہنچ سکتا اسی طرح گو خدا کوئی مادی چیز نہیں مگر اس تک پہنچنے کے لئے ایک راستہ مقرر ہے۔ چنانچہ اسلام اس بارہ میں اعلان کرتے ہوئے فرماتا ہے۔ قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ یعنی اے محمد رسول اللہ! تو تمام بنی نوع انسان کو یہ بشارت دے دے کہ اگر تم اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنا چاہتے ہو تو میری اتباع کرو۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ تمہارا خدا تم سے محبت کرنے لگ جائے گا۔ اور تم اس کے محبوب اور پیارے بن جاؤ گے۔ یہ کتنی بڑی بشارت ہے جو دنیا کو دی گئی ہے اور کتنا

امید افزا پیغام

ہے جو مردہ قلوب میں بھی حیاتِ نو پیدا کر دیتا ہے۔ آج ساری دنیا میں کوئی شخص ایسا نہیں جو یہ دعوے کر سکے کہ اس نے تورات یا انجیل یا وید یا ژند اور اوستا پر عمل کر کے خدا تعالیٰ کا قرب حاصل کر لیا ہے اور خدا اس سے ہم کلام ہوتا اور اس پر اپنے غیب کے اسرار ظاہر کرتا ہے لیکن

مسلمانوں میں ہر زمانہ میں ایسے پاکباز لوگ گذرے ہیں جنہوں نے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کیا

اور اس کے انوار اور برکات سے حصہ لیا بلکہ وہ دائمی طور پر مسلمانوں سے یہ وعدہ کرتا ہے کہ اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ۔ نَحْنُ اَوْلِيٰٓؤُكُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَشْتَهِيْٓ اَنْفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَدَّعُوْنَ (حٰمٓ السجدہ ع ۴) یعنی وہ لوگ جنہوں نے یہ کہا کہ اللہ ہمارا رب ہے اور پھر وہ استقلال کے ساتھ اس عقیدہ پر قائم ہو گئے وہ اللہ تعالیٰ کے کلام اور اس کے الہام سے نوازے جائیں گے۔ اور خدا تعالیٰ کے فرشتے اُن پر یہ کہتے ہوئے اتریں گے کہ ڈرو نہیں اور نہ تمہیں پچھلی کوتاہی کے نتائج کا خوف کرو بلکہ اس جنت کے ملنے سے خوش ہو جاؤ جس کا تم سے وعدہ کیا گیا تھا۔ ہم اس دنیا میں بھی تمہارے دوست ہیں اور آخرت میں بھی تمہارے دوست رہیں گے۔ اور اس جنت میں جو کچھ تمہارا جی چاہے گا وہ تم کو ملے گا اور جو کچھ مانگو گے وہ بھی تم کو دیا جائے گا۔ اس سے ظاہر ہے کہ اسلام ہر مومن کے لئے

قرب الٰہی کے دروازہ کو تسلیم کرتا ہے

اور وہ بنی نوع انسان کو یقین دلاتا ہے کہ اگر وہ سچے دل سے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کریں گے تو خدا تعالیٰ انہیں یقیناً اپنا محبوب بنا لے گا۔ اور انہیں اپنے کلام اور الہام سے نوازے گا اور مشکلات میں اُن کی مدد کرے گا اور انہیں غیر معمولی کامیابیوں اور برکتوں سے حصہ بخشے گا مگر دنیا کی اور کوئی الہامی کتاب ایسی نہیں جو اپنے متبعین کو ان برکات کا کروڑواں حصہ بھی دے سکتی ہو۔ پس صحیح معنوں میں صرف قرآن کریم ہی کتاب کہلانے کا مستحق ہے جبکہ دوسری الہامی کتب نام کے لحاظ سے تو کتاب کہلاتی ہیں۔ مگر حقیقت کے لحاظ سے وہ کتاب نہیں کیونکہ وہ خدا اور بندوں کے باہمی تعلق پیدا کرنے سے قاصر ہیں۔

پھر قرآن کریم صرف کتاب ہی نہیں بلکہ وہ کتاب مبین بھی ہے۔ یعنی وہ نہ صرف انسان کا اللہ تعالیٰ سے تعلق پیدا کر دیتا ہے بلکہ تقرب الی اللہ کے لئے جس قدر امور کی ضرورت ہے اُن سب کو اُس نے پوری تفصیل سے بیان کر دیا ہے گویا احکام یا اخلاق یا تمدن یا اعتقادات غیبیہ سے تعلق رکھنے والی کوئی بات ایسی نہیں جو قرآن کریم نے بیان نہ کی ہو۔

اصل بات یہ ہے

کہ جو چیز پردہ میں پڑی ہوئی ہو۔ جب تک وہ آپ ہمیں آواز نہ دے اور اپنے آپ ہماری راہنمائی نہ کرے۔ ہمیں اس کے متعلق کچھ معلوم نہیں ہو سکتا۔ فرض کرو۔ ایک [illegible]

ہو دروازہ اندر سے بند ہے اور ہمیں معلوم نہیں کہ اس کے اندر کون ہے تو ہمیں اندر کا حال کیسے معلوم ہو سکتا ہے۔ اگر ہم محض اپنے قیاس سے اس کے متعلق کوئی فیصلہ کریں گے تو وہ ایسی ہی بات ہوگی جیسے مشہور ہے کہ کسی شہر میں

چار اندھے

رہا کرتے تھے۔ اتفاقاً ایک دن اس شہر میں ہاتھی آ گیا اور سینکڑوں آدمی اس کے دیکھنے کے لئے اکٹھے ہو گئے۔ ان اندھوں نے شہر والوں سے کہا کہ ہمیں بھی وہاں لے چلو۔ سارا شہر دیکھ آیا ہے۔ اگر ہم نہ گئے تو لوگ کیا کہیں گے۔ چنانچہ کوئی شخص انہیں سہارا دے کر وہاں لے گیا۔ اب وہ دیکھ تو نہیں سکتے تھے انہوں نے کہا ہم ٹٹول کر ہی معلوم کر لیتے ہیں کہ ہاتھی کیسے ہوتا ہے۔ چنانچہ ایک نے ہاتھ مارا۔ تو وہ اُس کی دُم پر پڑا۔ دوسرے نے ہاتھ مارا تو کان پر پڑا۔ تیسرے نے ہاتھ مارا تو سونڈ پر پڑا۔ چوتھے نے ہاتھ مارا تو پیٹ پر پڑا۔ اس کے بعد وہ واپس آ گئے۔ اور پھر انہوں نے بیٹھ کر آپس میں ہاتھی کے متعلق باتیں شروع کر دیں۔ ایک نے کہا کہ ہاتھی بس ایک لمبی سی چیز ہوتی ہے جس کے آگے تھوڑے سے بال ہوتے ہیں۔ دوسرے نے کہا تم بالکل جھوٹ بولتے ہو۔ ہاتھی تو ایسا ہوتا ہے جیسے چھاج ہوتا ہے۔ تیسرے نے کہا تم نے ہاتھی دیکھا ہی نہیں وہ تو ڈھول کی طرح ہوتا ہے۔ چوتھے نے کہا تم سب غلط کہتے ہو وہ تو ایک موٹی سی لچکدار چیز ہوتی ہے اور کچھ بھی نہیں ہوتا۔ اُس کا ہاتھ سونڈ پر پڑا تھا۔ یہ اختلاف اسی لئے ہوا کہ انہوں نے بے دیکھے

محض قیاس سے ایک چیز کا اندازہ لگایا تھا

اسی طرح جو چیز درونِ پردہ ہو اُس کا پتہ باہر سے نہیں لگ سکتا اور اگر کوئی پتہ لگانے کی کوشش کرے گا تو وہ اندھوں کی طرح غلط نتیجہ پر ہی پہنچے گا یہی حال خدا تعالیٰ کی معرفت اور اُس کی دینی تعلیموں کا ہے۔ یہ علم صرف خدا تعالیٰ کی کتاب سے ہی حاصل ہو سکتا ہے۔ اور جو شخص اسے باہر سے سیکھنے یا سمجھنے کی کوشش کرتا ہے۔ وہ ان اندھوں کی طرح ہوتا ہے جن میں سے کسی نے سونڈ پر ہاتھ مار کر سمجھ لیا تھا کہ میں نے ہاتھی دیکھ لیا ہے۔ کسی نے دُم پر ہاتھ مار کر سمجھ لیا تھا کہ میں نے ہاتھی دیکھ لیا۔ اور کسی نے پیٹ پر ہاتھ مار کر سمجھ لیا تھا کہ میں نے ہاتھی دیکھ لیا ہے۔ اور کسی نے کان پر ہاتھ مار کر سمجھ لیا تھا کہ میں نے ہاتھی دیکھ لیا ہے۔

اس زمانہ میں بعض بے وقوف سائنس دان کہتے ہیں کہ ہم عقل سے خدا کو معلوم کر سکتے ہیں جیسے بعض بے وقوف علماء یہ کہتے ہیں کہ مذہب کا عقل سے کیا تعلق ہے۔ یہ دونوں بے وقوف ہیں

خدا کو ہم عقل سے نہیں دریافت کر سکتے

اور مذہب کو بغیر عقل کے ہم سمجھ نہیں سکتے۔ جس طرح دنیا کی تمام معقول باتوں کے سمجھنے کے لئے عقل کی ضرورت ہے۔ اسی طرح مذہب کے سمجھنے کے لئے بھی عقل استعمال کی جاتی ہے۔ جیسے اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے قُلْ هٰذِهٖ سَبِيْلِيْٓ اَدْعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ عَلٰى بَصِيْرَةٍ اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِيْ (یوسف آیت ۱۰۹) یعنی اے محمد رسول اللہ! تو لوگوں سے یہ کہہ دے کہ میرا طریق یہ ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کی طرف بلاتا ہوں۔ اور میں اور میرے متبع سب بصیرت پر قائم ہیں۔ یعنی ہر بات کو ہم دلیل اور عقل کے ساتھ مانتے ہیں۔ یونہی نہیں مانتے۔ مگر اس کے یہ معنے نہیں کہ کوئی انسان محض عقل سے خدا کو پا سکتا ہے۔ خدا کو پانے

کے لئے مذہب ہمارا راہنما ہے اور مذہب کے سمجھنے کے لئے عقل کا پاسبان ضروری ہے اور عقل کو صحیح راستہ دکھانے کے لئے نبی کا وجود ضروری ہے۔

ورنہ خالی عقل سے جن لوگوں نے مذہب کو پانے کی کوشش کی ہے۔ انہوں نے ہمیشہ ٹھوکر کھائی ہے پنجابی میں ایک ضرب المثل ہے۔ "گھروں میں آیاں تے سنیہے توں دیندا ہاں" یعنی گھر سے تو میں آیا ہوں اور پیغام تم دے رہے ہو۔ بالکل یہی بات خدا تعالیٰ کے متعلق کہی جا سکتی ہے۔ جب کوئی شخص خدا سے ملنا چاہے تو لازماً خدا ہی اُسے بتا سکتا ہے کہ تم اس اس طرح مجھے مل سکتے ہو۔ وہ خود بخود اس تک نہیں پہنچ سکتا پس وہ سب انسان پاگل ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم خدا کو اپنی عقل کے زور سے پا سکتے ہیں۔ خدا کو خدا کے ذریعہ

ہی پایا جا سکتا ہے اور خدا کی راہنمائی حاصل کرنے کا سب سے بڑا اور کامیاب ذریعہ یہی ہے کہ انسان خدا کے کلام پر غور کرے اُسے سمجھے اور اس پر عمل کرنے کی کوشش کرے۔ (تفسیر کبیر جلد ۵ حصہ سوم ص ۱۲ تا ص ۱۷)

وقت کی ضرورت اور علماء کے مشاغل

(بقیہ صفحہ ۲)

جن کو قرآن نے اسلامیت کی سند عطا کی ہے"

(دعوت دہلی ۱۹/۱/۶۲)

کہاں ہیں وہ لوگ جو کہا کرتے تھے کہ دین اس رنگ میں مکمل ہو چکا کہ آئندہ امت کی اصلاح کے لئے علماء کا وجود کافی ہے اور اب کسی مصلح اور راہنما کی ضرورت نہیں ایسا کہنے والے ذرا آنکھیں کھولیں اور ان دردناک حالات پر نگاہ کریں جن کا اوپر کے اقتباسات میں اشارہ پایا جاتا ہے آپ لوگوں کے نام نہاد علماء کی ناک کے نیچے اور اُن کی موجودگی میں مسلم معاشرہ خطرناک طور پر بگڑ چکا ہے نہ صرف عام مسلمان بلکہ وہ لوگ جن کے بارہ میں ایک لمبے عرصہ سے خوش فہمی میں مبتلا رہتے وہی امت کو رسوا کن پوزیشن میں لانے میں پیش پیش ہیں ـــــ" تاہم باعمل علماء آج کہاں ہیں۔ ان کی آواز آج بے اثر کیوں ہو رہی ہے۔ یہ اُلٹی گنگا کیوں بہنے لگی؟ غیر کے مقابل پر شر کیوں غلبہ پا رہا ہے۔ غور کیجئے کہیں ایسا تو نہیں کہ جنہیں آپ نے دائمی الہدیٰ سمجھ رکھا تھا۔ اُن کی عمارت کی بنیاد محض رسمیت کے تودوں پر ہو اور حقیقی تقویٰ اور تعلق باللہ جس کا لازمی اثر دلوں پر نسخ پانے اور باتوں میں تاثیر کا مادہ موجود ہونا اُسی جوہر حقیقی کا فقدان ہوا اور ایک بندہ خدا کے قول کے مطابق حقیقت حال کچھ اس طرح کی بن چکی ہو

تقویٰ کے بٹنے جا رہے تھے جب ٹکٹ
بٹتے ہی ایک مرد وہ سب فاقہ ہو گئے

معزز قارئین اس بیمار کی حالت یقیناً بڑی ہی قابل رحم ہے جو طرح طرح کے عوارض سے جاں بلب ہے۔ اور من عالجین سے اسے سابقہ پڑا ہے باوجود سلم کے اپنے اوٹ پٹانگ قسم کے نسخوں کی خاطر وہ صحیح علاج سے محروم رکھنا چاہتے ہیں۔ اور مریض اور مریض کے لواحقین کا دل اور ہی باتوں سے بہلاتے چلے جا رہے ہوں۔ چنانچہ اس کی تازہ ترین مثال ایک مولانا کے لیکچر کے ان الفاظ سے ملتی ہے جن کا خلاصہ اخبار الجمعیۃ نے پہلے صفحہ پر چار کالمی عنوان کے تحت دیا گیا لکھا ہے:-

"مولانا اخلاق حسین صاحب قاسمی ...... نے تقریر کرتے ہوئے فرمایا: سیرت طیبہ کے اس اجلاس میں کچھ زیادہ نہ کہتے ہوئے صرف ایک ہی ضرورت کی طرف آپ کی توجہ مبذول کراؤں گا چونکہ میں آج ہر طرف مسلمانوں میں ایک عام حیرانی اور بددلی دیکھتا ہوں اور سنتا رہتا ہوں کہ چاروں طرف مسلمانوں کی ایک ہی پکار ہے کہ ہمارا کوئی راہنما نہیں کوئی لیڈر نہیں کوئی رہبر نہیں۔ لیکن دوستو! یہ ایک عجیب خود فراموشی ہے ایک بے محل تلاش ہے اور مغالطہ ......"

ہمارے لئے کہیں سے تلاش کر کے کوئی لیڈر یا رہنما لایا جائے بلکہ حقیقی ضرورت یہ ہے کہ ہم خود اپنے کردار عمل کی اصلاح کریں۔ سیرت پاک کے جو تذکرے ہم بزرگوں کی زبانی برابر سنتے رہتے ہیں وہی ہماری زندگی میں مشعل راہ ہوں اور ہم اپنی زندگی میں اس کو اپنا سکیں جب تک ہمارے اندر عمل کا جذبہ پیدا نہ ہوگا بہتر سے بہتر لیڈر اور اچھی سے اچھی رہنمائی بھی ہمیں فائدہ نہیں پہنچا سکتی۔"

(الجمعیۃ دہلی ۱۲/۱/۶۲)

بلاشبہ سیرتِ طیبہ کے تذکرے ایک مسلمان کے لئے مشعل راہ ہیں مگر غور طلب امر یہ ہے کہ علماء کی طرف سے یہ سلسلہ برابر جاری ہونے کے باوجود پھر کیوں عامۃ المسلمین بلکہ اُن کے علماء میں عمل کا جذبہ بیدار نہیں ہو رہا۔ حقیقت یہ ہے کہ اس جذبہ کو بیدار کرنے کے لئے جب تک خدا ہی کے بتائے طریق کو اپنایا نہ جائے گا اُس وقت تک نہ قوتِ عمل بیدار ہو سکتی ہے اور نہ انسان کے دل کی کایا پلٹ سکتی ہے یہ صورت تو کسی بندہ خدا کے ساتھ تعلق پیدا کرنے اور اصلاح خلق کے لئے کھڑے کئے گئے کسی برگزیدہ بندہ سے وابستگی کے بغیر ممکن نہیں اور یہی وہ صورت ہے جس کی طرف آج سے ۱۴ سو سال پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اشارہ فرمایا تھا۔ کہ آخری زمانہ کی بدحالی کے وقت مسیح موعود اور مہدی معہود ظہور فرما ہوں گے جو پہلے تو لوگوں کے دلوں میں تازہ ایمان پیدا کریں گے اور پھر اسلام کے روحانی غلبہ کے سامان ہوں گے۔ مگر افسوس آج مسلمان اس ہدایت سے روگردانی کر رہا ہے۔ اور ادھر ادھر ٹامک ٹوئیے مار رہا ہے!!

وادئ کشمیر کا تبلیغی و تربیتی دورہ

بتوسط نظارت دعوت و تبلیغ قادیان

از مکرم مولوی سمیع اللہ صاحب انچارج احمدیہ مسلم مشن بمبئی

(۲)

اہلِ کشمیر کا ثقافتی سرمایہ میں وادئ کشمیر میں محض ایک سیاح کے طور پر نہیں گیا تھا۔ بلکہ نظارت دعوت و تبلیغ قادیان کے شائع کردہ ایک پروگرام کی تعمیل کے لئے آیا تھا۔ مجھے وادئ کشمیر کے حالات کا جس قرب سے مطالعہ کرنے کا موقعہ ملا۔ وہ عموماً دوسرے سیاح کو نہیں مل سکتا۔ میں نے وادئ کشمیر کے کسی علاقے میں اپنے کو اجنبی و پردیسی محسوس نہیں کیا۔ جس طرف گیا۔ فوراً حلقۂ احباب نے آکر گھیر لیا۔ میں اہلِ کشمیر کی تہذیب، تمدن دیکھ کر اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ یہ اگرچہ غربت و مفلسی کے دور سے گذر رہے ہیں۔ ان کی زبان، لباس اور طرزِ بود و باش سب ایک سنہرے زمانے کی یاد دلاتے ہیں۔ فضیلت مآب جناب بخشی غلام محمد صاحب کی وزارت عظمیٰ کے دور میں جب اہلِ کشمیر کو ذرا سنبھلنے کا موقع ملا ہے وہ اپنی ثقافت و کلچر کے جوہر دکھانے لگے ہیں۔ میں نے شہر کے علاوہ دیہاتوں میں بھی ہزاروں ایسے مکانات دیکھے۔ جو فنِ تعمیر کا بہترین نمونہ پیش کر رہے تھے۔ بیسیوں مکانوں میں ٹھیرا۔ اور ان کے کشادہ کشادہ کمرے۔ بڑی بڑی کھڑکیاں دیکھ کر بہت محظوظ ہوا۔ یہ سے کمرہ خوبصورت قالینوں یا منقش نمدوں سے سجایا جاتا تھا۔ بہت صاف ستھرے بستر اور لحاف دیئے جاتے تھے اور کھانا ہمیشہ خوان اور ٹرے میں لایا جاتا تھا۔ دستر خوان پر ہاتھ دھلانے کے لئے سلفچی لائی جاتی تھی۔ رکھانے کے بعد خلال پیش کیا جاتا تھا۔ میں نے کہیں اس معمول میں فرق نہیں پایا۔

پن چکی۔ باغبانی یہ باغبانی کے طریقوں سے واقف ہیں۔ بڑی نہروں سے چھوٹے چھوٹے نالے نکالنے اور پانی بلند مقامات پر پہنچانے میں ان کو ید طولیٰ حاصل ہے۔ ہر گاؤں میں جگہ اکثر گاؤں کے پاس صاف و شفاف پانی کا ایک نالہ بہتا ہے۔ انھوں نے ہر جگہ پن چکیاں بنا رکھی ہیں۔ یہ دھان سے چاول نکالنے والی مشینیں بھی پانی سے چلاتے ہیں۔

گھریلو صنعت ان کی کاریگری سے خوب واقف ہیں بھیڑوں کے جسم سے اون اتار کر خود اعلیٰ سے اعلیٰ کپڑے۔ چادریں۔ کمبل اور نمدے وغیرہ تیار کرتے ہیں۔ لکڑیوں پر طرح طرح کے بیل بوٹے بنانا کشمیریوں کا خاص فن ہے۔ اخروٹ کی لکڑیوں کے بہترین فرنیچر بھی لوگ تیار کرتے ہیں۔ یہ سالن انواع و اقسام کے تیار کرتے ہیں۔ "واعنہ" (تویباں) کی مشہور دعوت ہوتی ہے۔ جس میں گوشت سے بیس قسم کے تیار کئے جاتے ہیں مجھے ان میں سب سے لذیذ یخنی اور دودھ والا سالن معلوم ہوا۔

شاعری ان کی شاعری بھی بہت زور دار ہے۔ تشبیہ۔ استعارہ اور نازک خیالی سے خوب کام لیتے ہیں۔ کشمیری زبان کے شعراء میں مہجور بہت مشہور رہے۔ یہ احمدیہ خیالات سے بہت متاثر تھے۔ بلکہ کسی زمانے میں احمدی بھی تھے۔

مل جل کر کھانا میں نے ہر جگہ کشمیر میں مل جل کر کھانے کا ایک عام رواج دیکھا۔ یہ بھی ان کی پرانی ثقافت کی ایک یادگار معلوم ہوتی ہے۔ بعض لوگ اہلِ کشمیر کو اس دستور پر مطعون کرتے ہیں۔ لیکن اگر یہی لوگ بمبئی و گجرات جائیں اور دیکھیں۔ کہ وہاں بھی مسلمانوں کا دولتمند ترین طبقہ اسی طرح مل جل کر کھاتا ہے تو یہ نہیں کہہ سکتا کہ وہ ان کے متعلق کیا رائے قائم کریں گے۔ حقیقت یہ ہے کہ دنیا میں کھانے کے دونوں طریق رائج ہیں۔ اور قرآن حکیم نے ان دونوں طریقوں کی اجازت دی ہے۔ یعنی لاجناح علیکم ان تاکلوا جمیعًا او اشتاتًا۔ تم پر کوئی حرج نہیں کہ تم مل جل کر کھانا کھاؤ یا الگ الگ۔ بعض اوقات خود سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ایک ہی تھالی میں اپنے صحابہ کرام کے ساتھ کھانا تناول فرمایا ہے۔

کشتی سازی اہلِ کشمیر کشتی سازی کا فن بھی خوب جانتے ہیں۔ اور دراصل یہ اہلِ کشمیر کی مفلسی کا ایک اندوہناک باب ہے کہ لاکھوں کشمیریوں کے پاس خشکی پر کوئی مکان نہیں۔ وہ انہیں کشتیوں میں پیدا ہوتے ہیں۔ اور انہیں میں مر جاتے ہیں۔

بعض کشتیاں رہائش کے اعتبار سے بہت اعلیٰ درجے کی ہوتی ہیں۔ اسی لئے ہزاروں سیاح ایسی کشتیاں کرایہ پر لے کر ان میں رہتے ہیں۔ عموماً یہ کشتیاں دریائے جہلم یا سرینگر جھیل میں ہیں۔ یہ ہاؤس بوٹ کہلاتی ہیں۔

شاندار ماضی اہلِ کشمیر کے پاس ان کے دورِ فرمانروائی کی شاندار تاریخ بھی ہے۔ دریائے جہلم جس کے دونوں کنارے شہر سرینگر آباد ہے۔ اس پر سات ایسے پُل بنے ہوئے ہیں۔ جن میں سے ہر پل کسی مسلمان بادشاہ کی یادگار ہے۔

حکومت کے ساتھ تعاون مجھے یہ دیکھ کر بہت خوشی ہوئی کہ وادئ کشمیر کی احمدی جماعتیں فضیلت مآب جناب بخشی غلام محمد صاحب کی وزارتِ عظمیٰ کے سائے میں بہت خوش ہیں۔ دھیرے دھیرے ان کی اقتصادی حالت بہتر ہو رہی ہے اور اُن کو اپنا مستقبل شاندار نظر آرہا ہے۔ جناب بخشی غلام محمد صاحب وزیر اعظم جموں و کشمیر نے وزارت عظمیٰ کا قلمدان سنبھالتے ہی جس جرأت و بہادری سے اقلیت کے حقوق کی حفاظت کا اعلان کیا۔ اور جماعتہائے احمدیہ کشمیر و جموں کو بھی عقیدہ و عبادت کی آزادی کا یقین دلایا۔ بھلا کون ایسا ناشکرگذار احمدی ہوگا جو جناب وزیر اعظم صاحب جموں و کشمیر کے ساتھ تعاون کرنا اپنا فرض نہ سمجھتا ہو۔

تبلیغی و تربیتی پروگرام

وادئ کشمیر پر ایک طائرانہ نگاہ ڈالنے کے بعد اب میں تبلیغی و تربیتی پروگرام کی طرف آتا ہوں۔

سرینگر میں ۷ ستمبر کو قادیان سے جموں کے لئے روانہ ہوا۔ ایک دن یہاں قیام کیا۔ دوسرے دن احباب جماعت جموں کے ساتھ نماز جمعہ ادا کی۔ اور ۸ ستمبر کو صبح کے ۷ بجے جموں سے سرینگر کے لئے روانہ ہوگیا شام کے ۷ بجے سرینگر پہنچ گیا۔ بس اسٹینڈ پر چند احمدی احباب میرے استقبال کو موجود تھے۔ میں نے بس سے اُترتے ہی اپنے کو حلقۂ احباب کے درمیان پایا۔ میری رہائش کے لئے مکرم بابو غلام رسول صاحب پوسٹماسٹر نے اپنے دولت کدہ پر انتظام کیا تھا۔ میں مکرم بابو تاج الدین صاحب سیکرٹری مال۔ مولوی محمد ایوب صاحب مبلغ اور دوسرے احباب کے ساتھ قیامگاہ پر پہنچا۔

رات آرام سے کاٹی۔ صبح مکرم میزبان صاحب مجھے سرینگر کے مشہور مقامات کی سیر کرانے لے گئے۔ جب واپس آیا تو مکرم میر حبیب اللہ صاحب صدر جماعت کو اپنا منتظر پایا۔ ایک نہایت نیک نفس و منکسر المزاج انسان جو اپنے عہدہ ملازمت میں گزیٹڈ پوسٹ پر رہ چکے ہیں۔

جماعت احمدیہ شورت ۱۱ ستمبر کو سرینگر سے شورت کے لئے چلا۔ میں جب بس سے اترا۔ تو اگرچہ بارش ہو رہی تھی پھر بھی سینکڑوں افراد جماعت کو سڑک کنارے اپنا منتظر پایا۔ مجھے دیکھتے ہی ان لوگوں نے نعرے لگائے اور ہار پہنائے۔ مجھے ایک کشادہ اور آراستہ و پیراستہ کمرے میں لے گئے۔

تقریر آج جماعت احمدیہ شورت کا سالانہ جلسہ ہو رہا تھا۔ دن بھر کا پروگرام تھا۔ آخری تقریر میری تھی۔ میں نے سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے عنوان پر تقریر کی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے حاضرین کی تعداد کافی تھی۔

جماعت احمدیہ کنی پورہ ۱۲ ستمبر کو میں شورت سے جماعت احمدیہ کنی پورہ کے لئے روانہ ہوا۔ یہ دونوں جماعتیں پاس پاس ہی ہیں۔ بیچ میں صرف ایک سڑک حائل ہے۔ احباب کنی پورہ نے اسی سڑک سے میرا استقبال کیا۔ اور مکرم مبارک احمد صاحب کے خوبصورت مکان میں قیام کا انتظام کیا گیا۔

تربیتی جلسہ آج بعد نماز مغرب و عشاء جماعت احمدیہ کنی پورہ کی طرف سے ایک تربیتی جلسہ منعقد کیا گیا۔ میں نے اس میں پابندی نماز۔ مالی قربانی۔ اور رشتہ و ناطہ کے متعلق ڈیڑھ گھنٹہ تک تقریر کی۔ احباب جماعت نے بڑی شگفتگی سے یہ تقریر سُنی۔

تقریر کے بعد ایک اجتماعی دعا کی گئی کہ سر پر جو بادل منڈلا رہے ہیں خدا اس سے نجات دے۔ ورنہ کھیتیاں برباد ہو جائیں گی۔

درس نماز صبح کے بعد واعتصموا بحبل اللہ پر درس دیا اور اتحاد و اتفاق

سے رہنے کی تلقین کی۔

احباب جماعت شورت و کنی پورہ نعوذ مکان دونوں جماعتوں کے صدر صاحبان اور دوسرے عہدیداروں نے جس اخلاص و عزت افزائی کا ثبوت دیا۔ میں اس کا شکرگزار ہوں۔

مبلغین وادی کشمیر اس ضمن میں وادی کشمیر کے ان تینوں مبلغوں کا ذکر کرنا بھی ضروری سمجھتا ہوں۔ جو اپنے اپنے علاقے میں نہایت محنت و تندہی سے تبلیغی و تربیتی فرائض انجام دیتے رہے ہیں یعنی مکرم مولوی محمد ایوب صاحب مکرم مولوی عبد الرحیم صاحب اور مکرم احمد اللہ شاہ صاحب ان تینوں دوستوں نے اپنے اپنے فرائض کے ادا کرنے میں کوئی کوتاہی نہیں کی۔ یہ اس سفر میں میرے بہترین رفیق ثابت ہوئے۔ جزاھم اللہ خیرا۔

شورت اور کنی پورہ کا شمار وادی کشمیر کی بڑی بڑی جماعتوں میں ہوتا ہے کنی پورہ تو خالص احمدیوں کا گاؤں ہے مردم شماری کے مطابق یہاں ساڑھے چھ سو احمدی ہیں۔ شورت کے احمدیوں کی تعداد بھی پانسو کے قریب ہے۔

جماعت احمدیہ چک ایمرچ ۱۳ر ستمبر کو میں کنی پورہ کے محبت بھرے ماحول سے نکل کر چک ایمرچ کے لئے روانہ ہوا۔ تھوڑی دیر کے لئے یاڑی پورہ میں بھی قیام کیا۔

چک ایمرچ میں احباب جماعت اور بعض غیر احمدی دوست بھی صبح سے میری آمد کا انتظار کر رہے تھے مگر میں دن کے آخری حصہ میں وہاں پہنچا۔ پھر بھی جب انہیں میری آمد کی خبر ملی وہ دوڑے دوڑے مجھ سے ملنے آئے۔ اور بعد نماز مغرب ایک جلسہ منعقد ہوا۔ میں نے اس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ایمان لانے کی ضرورت پر اظہار خیال کیا۔ بعد نماز عشاء بھی احباب جماعت جمع ہو گئے۔ اور میں نے تبلیغی انداز میں۔۔ اپنے قبول احمدیت کا واقعہ بیان کیا۔ ۱۴ر ستمبر کو چاشت کے بعد ایک جلسہ منعقد ہوا۔ اس میں مکرم راجہ غلام محمد خان صاحب نے ایک سپاسنامہ پیش کیا جس میں وادی کشمیر کی جماعتی و تبلیغی ضروریات بیان کی گئی تھیں۔ میں نے اس سپاسنامے کا مناسب جواب دیا۔ اور اس پر زور دیا کہ اگر آپ وادی کے لئے جوڈ کے علماء کا مطالبہ کرتے ہیں تو اپنے ذہین و فہیم بچے مدرسہ احمدیہ قادیان میں داخل کیجئے۔ اس طرح آپ کو قابل علماء دئیے جا سکتے ہیں۔ چک ایمرچ کے جلسے میں شرکت کرنے کے لئے کنی پورہ سے بھی بعض دوست آئے تھے۔

جماعت احمدیہ یاڑی پورہ ۱۴ر ستمبر کو دن کے ۱۱ بجے چک ایمرچ سے یاڑی پورہ کے لئے روانہ ہوا۔ احباب جماعت خصوصاً مکرم میر غلام محمد صاحب صوبائی امیر نہایت حسن اخلاق سے پیش آئے۔ میں نے یہاں نماز جمعہ پڑھائی اور خطبہ جمعہ میں اس نکتے پر روشنی ڈالی کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مخالفت کسی اہل دل نے نہیں کی۔ میں نے اس پر کئی ہمعصر بزرگوں کی شہادتیں پیش کیں۔

تبلیغی جلسہ نماز جمعہ کے بعد جماعت احمدیہ یاڑی پورہ کی طرف سے ایک تبلیغی جلسہ کے انعقاد کا اعلان ہوا تھا۔ مجھ سے دوستوں نے فرمائش کی تھی کہ میں "وفات مسیح" پر تقریر کروں۔ دو چار دن پہلے یہاں ایک اہل حدیث "کانفرنس" بھی منعقد ہوئی تھی۔ میں نے احباب جماعت کی خواہش کے مطابق وفات مسیح پر تقریر شروع کی۔ حاضرین میں ایک بڑی تعداد غیر احمدیوں کی تھی۔ میری یہ تقریر بہت طویل ہوئی۔ ڈھائی گھنٹے تک گئی۔ مگر اللہ کا فضل ہے کہ یہ تقریر حشو و زوائد سے اتنی پاک تھی کہ غیر احمدیوں نے برملا اس کا اعتراف کیا۔ بلکہ اس کی خواہش کا اظہار کیا گیا کہ یہ تقریر دوبارہ لاؤڈ سپیکر پر ہونی چاہیئے۔

جماعت احمدیہ مانڈوجن ۱۵ر ستمبر کو میں یاڑی پورہ سے جماعت احمدیہ ناسنور کی طرف آیا۔ مکرم مولوی عبد الواحد صاحب سابق مبلغ میرے ساتھ تھے۔ ایک دن یہاں ٹھہر اور دوسرے دن یعنی ۱۶ر ستمبر کو ناسنور سے جماعت احمدیہ مانڈوجن گیا۔ یہاں احباب جماعت نے بڑی خندہ پیشانی سے میرا استقبال کیا۔ مکرم صدر صاحب جماعت اور عہدیدار بھی سرونقت مہمان نوازی کا نیک نمونہ پیش کرتے رہے۔

تبلیغی جلسہ آج ہی کی رات جماعت احمدیہ مانڈوجن کی طرف سے ایک تبلیغی جلسے کا انعقاد کیا گیا۔ جس میں شرکت کے لئے غیر احمدی حضرات کو خاص طور پر مدعو کیا گیا تھا چنانچہ وہ لوگ کثیر تعداد میں شریک ہوئے۔ میں نے اس تقریر میں حضرت محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی صفت احیاء موتیٰ پر اتعاقی شہادتیں پیش کیں اور تقریر اس پر ختم کی اس صفت کا اظہار حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ ہوا۔

جماعت احمدیہ ناسنور ۱۷ر ستمبر کو مانڈوجن سے ناسنور آیا۔ ۱۸ر ستمبر کو جماعت احمدیہ ناسنور کی طرف سے ایک جلسہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم منعقد کیا گیا۔ اس جلسے میں میری دو تقریریں ہوئیں۔ پہلی تقریر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ۔ اور دوسری صداقت کی تقریر ہوئی۔ پہلی تقریر میں سیرت نبوی کے جستہ جستہ پہلوؤں پر روشنی ڈالی۔ اور دوسری تقریر میں صداقت احمدیت نہایت تبلیغی انداز میں بیان کی۔ اس جلسہ میں میرے علاوہ اور بھی کئی دوستوں نے تقریر کی۔

جماعت احمدیہ رشی نگر ۲۰ر ستمبر کو میں ناسنور سے جماعت احمدیہ رشی نگر پہنچا۔ یہ دونوں جماعتیں دریائے وشو کے دونوں کناروں پر آباد ہیں۔ اور اللہ کے فضل سے ہر جماعت کی مردم شماری چھ سو افراد سے متجاوز ہے۔

میں جب دریائے وشو کے درمیان پہنچا تو جماعت احمدیہ رشی نگر کے چند دوست ایک گھوڑا لے کر آ گئے۔ اور خواہش کی کہ میں گھوڑے پر چڑھ کر ندی طے کروں۔ مگر پانی کا بہاؤ نہایت تیز تھا۔ پتھروں پر گھوڑے کے پاؤں بھی کچھ ڈگمگانے لگے۔ اس لئے یہ بھی زندگی کا پہلا تجربہ تھا کہ میں نے ایک دوست کی پیٹھ پر سوار ہو کر ندی طے کی۔ اس پار جماعت احمدیہ رشی نگر کے اکثر احباب میرے استقبال کو کھڑے تھے جنہوں نے اھلاً وسھلاً و مرحبا کہی۔ اور میں اس کیفیت سے رشی نگر میں داخل ہوا۔ جو میرے اعزاز میں بنایا گیا تھا۔

کئی دن بارش تو اس سے پہلے مگر مرتبہ ہو چکی تھی۔ مگر رشی نگر آنے کے بعد زور دار بارش ہوئی۔ جس سے سردی بہت بڑھ گئی۔ ندی میں سیلاب سا آ گیا۔

منعقدہ اجلاس اسی رات کو جماعت احمدیہ رشی نگر کی طرف سے مدرسہ احمدیہ میں ایک تربیتی جلسہ منعقد کیا گیا۔ جس میں نے اس میں قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی کی آیت کے ماتحت خدا اور رسول کی محبت پر تقریر کی۔ اور جماعتی تربیت کے بہت سے ضروری پہلوؤں پر روشنی ڈالی۔

۲۱ر ستمبر کو رشی نگر میں نماز جمعہ پڑھائی اور خطبہ جمعہ میں مالی قربانی کی تاکید کی۔ ۲۲ر ستمبر کو بعد نماز ظہر و عصر جماعت احمدیہ رشی نگر نے اپنا سالانہ جلسہ منعقد کیا۔ جس میں میں نے ایک مبسوط تقریر کی۔ نیز بعد نماز مغرب قبولیت احمدیت کا واقعہ تبلیغی انداز میں سنایا۔ بارش کے باعث موسم میں بڑی تبدیلی آ گئی تھی۔ مگر اللہ کا فضل ہے کہ جماعت احمدیہ رشی نگر اس تبدیلی موسم کے باوجود جلسے منعقد کرنے میں کامیاب ہوئی۔

۲۳ر ستمبر کو شوپیاں کا پروگرام تھا مگر سردی اور سیلاب کی کیفیت دیکھ کر ایک دن کے لئے یہ پروگرام ملتوی کرنا پڑا۔ اور میں شوپیاں ۲۳ کی بجائے ۲۴ر ستمبر کو چلا۔

جماعت احمدیہ شوپیاں و مانلو ۲۴ر ستمبر کو آخر مجھے گھوڑے پر بیٹھنا پڑا۔ اور میں اس شان سے رشی نگر سے شوپیاں کو چلا۔ وہاں ایک رات کا قیام تھا۔ مگر پروگرام میں دیر ہو گئی تھی اس لئے اسی دن شوپیاں کے چند احباب سے مل کر مانلو کی طرف چل پڑا۔

مانلو میں ماسٹر غلام محمد صاحب نائب صدر یا امیر منتظر تھے۔ بلکہ پیشوائی کو چار میل دور آئے تھے۔ شوپیاں سے مانلو کا سفر سخت دشوار گزار تھا۔ تھکاوٹ کے باوجود رات کے ۱۱ بجے تک احباب جماعت سے گفتگو کرنے کے بعد آرام نیند سو گیا۔

جماعت احمدیہ سندبراری ۲۵ر ستمبر کو ناشتہ اور کھانے کے بعد اب میں مولوی عبد الرحیم صاحب اور مولوی احمد اللہ شاہ صاحب کے ہمراہ مانلو سے سندبراری کے لئے چلا۔ مولوی احمد اللہ شاہ صاحب شوپیاں سے رشی نگر واپس چلے گئے۔ اور میں مولوی عبد الرحیم صاحب کے ہمراہ سندبراری کی بس پر بیٹھا۔ رات کے ۹ بجے راہ کی صعوبتیں برداشت کر کے سندبراری پہنچا۔ یہ راستہ نہ تھے کہ یہ تکلیف تو بہت ہوئی۔ مگر جب سندبراری پہنچا۔ اور وہاں جناب راجہ مظفر علی خان صاحب اور ان کے اہل و عیال سے ملا۔ تو ان کا اخلاص، جوش اور محبت دیکھ کر سفر کی ساری کوفت دور ہو گئی اس پورے خاندان نے جس مستعدی سے میری خدمت کی۔ اور سفر کی تکان دور کرنے کے لئے جتنے انتظامات کئے اس سے میں نہایت متاثر ہوا۔ یہ ان کی اسی نیک نفسی کا نتیجہ ہے کہ مخالفت کے باوجود وہ اس علاقے کے سرپنچ چنے گئے ہیں۔

تبلیغی جلسہ ۲۶ر ستمبر کو راجہ مظفر علی خان نے اپنے تمام رشتہ داروں کو جمع کیا اور میں نے ان سب کے سامنے ایک تبلیغی تقریر کی۔ پروگرام کے مطابق مجھے آج یہاں سے سرینگر کے لئے روانہ ہونا تھا۔ مگر سردی کا زور دیکھ کر یہ پروگرام ملتوی کرنا پڑا۔ اور میں ۲۷ر ستمبر کو سندبراری سے سرینگر کو روانہ ہوا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کشوفِ الٰہی مقرر کردہ معیار کے مطابق قادیانی تفسیریں ہیں نہ کہ پیغامی تفاسیر

(از مکرم مولوی محمد ابراہیم صاحب فاضل قادیانی)

(۲)

سلسلہ کیلئے ملاحظہ ہو بدر ۲۵ر اکتوبر ۱۹۶۲ء

جناب مولوی محمد علی صاحب اس امر کو تسلیم کرتے ہیں کہ

"مصلحت الٰہی اسی طرح تھی کہ آپ اپنا کچھ کام اپنی زندگی میں اپنے ہاتھ سے پورا کریں اور کچھ آپ کے بعد آپ کے خادم کے ہاتھ سے پورا ہو جس طرح قیصر و کسریٰ کی چابیاں رسول اللہ صلعم کو دی گئیں مگر یہ دونوں سلطنتیں حضرت عمرؓ کے ہاتھ سے فتح ہوئیں اور چابیاں حضرت عمرؓ کے ہاتھ میں آئیں حضرت ابوبکرؓ اور عمرؓ کی زندگیاں گویا رسول اللہ صلعم کی زندگی کا ہی حصہ ثابت ہوئیں"

(تحفہ فکریہ صفحہ ۱)

مولوی صاحب خلافت کے منکر ہیں مگر جب اپنے سے ضرورت کا سوال سامنے آیا تو فوراً اس ضرورت کا اقرار کرلیا۔ اور اپنے آپ کو حضرت ابوبکرؓ اور عمرؓ قرار دیتے ہوئے لکھ دیا کہ

"اسی طرح حضرت مسیح موعود کی بعض آرزوئیں کو اللہ تعالیٰ نے آپ کی زندگی میں پورا کردیا۔ بعض کو آپ کی وفات کے بعد میرے ہاتھ سے پورا کرا کے میری زندگی کو حضرت مسیح موعود کی زندگی کا ہی حصہ ثابت کردیا"

(ایضاً صفحہ ۱)

حالانکہ جب مولوی صاحب نے خلافت کے مبارک مرکز سے روگردانی اختیار کرلی اور تفاسیر میں حضور کے منشاء کو مدنظر نہیں رکھا۔ تو ان کی تفاسیر حضور کے منشاء کے مطابق کیسے ہو گئیں وہ تو حضور کے منشاء کے صریح برخلاف ہوئیں۔ پس ان کو حضور کی طرف منسوب کرنا اور ان کو حضور کے کام کا حصہ قرار دینا سراسر حق پوشی ہے۔ مولوی صاحب کا اصل عمر ثانی کو تسلیم نہ کرنا اور اپنے آپ کو ابوبکرؓ و عمرؓ قرار دینا دیدہ دلیری ہے

یہ تو ایک تفسیر کے متعلق حقائق ہیں۔ اب ذرا دوسری تفسیر کے متعلق بھی اصل حقیقت ملاحظہ فرمایئے حضرت اقدس علیہ السلام نے اس کے متعلق دیکھا تھا کہ علی اسے حضرت اقدس علیہ السلام کے حضور پیش کرتا ہے۔ دراصل یہ کشف انگریزی تفسیر کے متعلق ہے مولوی صاحب موصوف فرماتے ہیں میں علی ہوں میں نے وہ تفسیر لکھی ہے۔ اور حضرت اقدس علیہ السلام کی خدمت میں پیش کی ہے۔

اوّل تو انکی یہ تفسیر بھی اس معیار کے مطابق نہیں حضرت اقدس علیہ السلام نے بیان فرمایا ہے دوم علی مولوی محمد علی صاحب نہیں ہو سکتے بلکہ اس کے سوا ایک دوسرا وجود علی ہے۔ اور وہ حضرت مولوی شیر علی صاحب رضی اللہ عنہ ہیں جنہوں نے انگریزی تفسیر اس اصول پر تیار کی ہے۔ جو حضرت اقدس علیہ السلام نے مقرر فرمایا ہے۔ علی سے مراد مولوی محمد علی صاحب اس لئے نہیں ہو سکتے کہ ان کا نام محمد علی ہے جس میں اصل نام محمد ہے اور علی اس کے ساتھ محض بطور اس کی صفت کے شامل ہے مگر شیر علی نام میں اصل نام علی ہے اور شیر کا جزو اس کے لئے بطور صفت کے ہے۔ پس علی دونوں میں سے صرف وہی شخص ہو سکتا ہے جس کا نام شیر علی ہے نہ کہ محمد علی۔ لہذا حضرت اقدس علیہ السلام کی خدمت میں تفسیر پیش کرنے والے حضرت مولوی شیر علی صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی ہیں نہ کہ مولوی محمد علی صاحب۔ مولوی محمد علی صاحب نے تو تفسیر اپنے اہل و عیال کو پیش کی ہے جن کے نام انہوں نے اسے رجسٹرڈ کرایا ہے۔ انہوں نے اسے حضرت اقدس علیہ السلام کو پیش نہیں کیا۔ حضرت اقدس علیہ السلام کی خدمت میں انگریزی تفسیر صرف حضرت مولوی شیر علی صاحب رضی اللہ عنہ نے پیش کی ہے۔

اس کی تائید بھی حضرت اقدس علیہ السلام کے ایک کشف سے ہوتی ہے۔ حضرت اقدس علیہ السلام نے تحریر فرمایا ہے کہ:-

"میں نے کشفی حالت میں دیکھا کہ ایک شخص جو مجھے فرشتہ معلوم ہوتا ہے۔ مگر خواب میں محسوس ہوا کہ اس کا نام شیر علی ہے۔ اس نے مجھے ایک جگہ لٹا کر میری آنکھیں نکالی ہیں۔ اور صاف کی ہیں اور میل اور کدورت ان میں سے پھینک دی اور ہر ایک بیماری اور کوتاہ بینی کا مادہ نکال دیا ہے۔ اور ایک مصفا نور جو آنکھوں میں پہلے سے موجود تھا مگر بعض مواد کے نیچے دبا ہوا تھا۔ اس کو ایک چمکتے ہوئے ستارہ کی طرح بنا دیا ہے اور یہ عمل کر کے پھر وہ شخص غائب ہو گیا۔ اور میں اس کشفی حالت سے بیداری کی طرف منتقل ہو گیا"

(تریاق القلوب صفحہ ۹۵ تذکرہ صفحہ ۳۱۰)

پس حضرت مولوی شیر علی صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ذریعہ سے یہ کشف پورا ہو گیا۔ اور حضور کی منشاء کے عین مطابق انگریزی تفسیر ان کے ذریعہ سے تیار ہو گئی۔ اور ان کدورتوں سے پاک ہو گئی جو مولوی محمد علی صاحب کی طرف سے تفسیر میں ڈالی گئی تھیں ان سب باتوں کے باوجود مولوی صاحب یہ بیان کرتے نہیں جھجکتے کہ ان کی تفاسیر حضور کے منشاء کے مطابق ہیں اور ان میں صحیح نقشہ کھینچی گئی ہے اور حضرت اقدس کی آرزو ایسی ہی تفاسیر کرنے کی تھی۔ اور ایک لطیف بات جو اس کشف میں بیان کی گئی ہے وہ بھی حضرت مولوی شیر علی صاحب کی تفسیر کی تائید میں ہے۔ اور وہ یہ کہ اس میں بتایا گیا ہے کہ حضور کی آنکھوں کی صفائی کے بعد ہی وہ فرشتہ غائب ہو جائے گا چنانچہ ایسا ہی وقوع میں آیا کہ مولوی صاحب کے تفسیر تیار کرنے کے بعد ان کا وصال ہو گیا۔ برخلاف اس کے مولوی محمد علی صاحب نے ۱۹۱۷ء میں قادیان سے الگ ہونے کے بعد چار سال کے اندر اپنا ترجمہ شائع کر دیا۔ وہ لکھتے ہیں کہ

"قرآن شریف کلام پاک کا ترجمہ اختلاف سے چار سال کے اندر نکل گیا"

(تحفہ فکریہ صفحہ ۶)

مگر مولوی صاحب اس کے بعد تا دم مرگ جماعت کے خلاف فتنہ پھیلانے میں مصروف رہے۔ حتیٰ کہ انہوں نے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ذات کے خلاف الزامات کی تشہیر کرنے کے لئے یہ تحفہ فکریہ اپنے قلم سے ۱۹۴۹ء میں شائع کیا۔

مولوی صاحب فرماتے ہیں کہ لاہور کی چھوٹی سی جماعت نے تو قادیان سے الگ ہونے کے بعد چار سال کے اندر تفسیر شائع کر دی۔ حالانکہ وہ تفسیر جانے سے قبل قادیان میں تیار کر چکے تھے۔ پھر لکھتے ہیں کہ:-

"اختلاف کے بعد یہ آرزو جماعت قادیان کے اکابر کے سینوں میں کمزور ہوتی چلی گئی"

(تحفہ فکریہ صفحہ ۱۱)

یہ کس قدر خلاف واقعہ بات ہے۔ جو مولوی صاحب موصوف کے قلم سے نکلی ہے۔ دراصل بات یہ ہے کہ خدا نے یہی مقدر کر رکھا تھا کہ پہلے مولوی صاحب موصوف اپنی تفاسیر شائع کریں اور ان کے ذریعہ سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ملفوظات کو لوگوں کی نظروں سے اوجھل کریں۔ اور اس کے بعد جیسا کہ مذکورہ کشوف میں بتایا گیا تھا۔ قادیانی جماعت کی طرف سے حضرت اقدس علیہ السلام کے منشاء کے مطابق مفسر و تفاسیر تیار ہوں سو یہ خدائی تقدیر تھی جو پوری ہوئی اللہ تعالیٰ نے قادیانی جماعت کی تفاسیر حضرت اقدس علیہ السلام کی منشاء کے مطابق تیار کروا کر مولوی صاحب موصوف کے اس ارادہ کو کہ وہ حضور کے ملفوظات کو لوگوں کی نظروں سے اوجھل کرنا چاہتے تھے خاک میں ملا دیا۔ اور حقیقی تفاسیر دنیا کے سامنے پیش کر دیں۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

مختلف جماعتوں میں "یوم التبلیغ" کس طرح منایا گیا

(۲)

جماعت احمدیہ جمشید پور

مورخہ ۱۴ ر اکتوبر کو یوم التبلیغ منانے کے لئے جماعت کو چار گروپوں میں تقسیم کیا گیا۔ صبح آٹھ بجے ہر وفد اپنے اپنے حلقہ میں نکل گئے۔ زبانی تبلیغ کے علاوہ تبلیغی لٹریچر تقسیم کیا گیا۔ مسائل وفات مسیح۔ ختم نبوت۔ اسلام کی برتری دیگر ادیان پر اور مسلمانوں کی موجودہ حالت اور اس کی اصلاح کی صورت زیر بحث رہے۔ لوگوں نے شوق سے ہماری باتوں کو سنا اور لٹریچر پڑھنے کا وعدہ کیا۔ صبح آٹھ بجے سے لے کر شام کو پانچ بجے تک چاروں گروپ مصروف تبلیغ رہے۔

خاکسار

سید حمیدالدین سیکرٹری تبلیغ جماعت احمدیہ جمشید پور

جماعت احمدیہ آسنور

جماعت احمدیہ آسنور نے مواضعات آسنور۔ اڈوہ۔ باسن۔ ابونن۔ کوریل۔ ہانجی پورہ۔ گگوان پورہ۔ منزگام اور شوپیاں وغیرہ میں زبانی اور بذریعہ لٹریچر پیغام حق پہنچایا۔ سید محمد یسین صاحب سیکرٹری تبلیغ نے قصبہ شوپیاں میں۔ عبدالوہاب صاحب نے منزگام میں۔ خاکسار نے کوریل اور منزگام میں۔ ملک محمد یوسف صاحب نے منزگام میں۔ حبیب اللہ صاحب نائک نے باسن میں۔ حبیب اللہ صاحب بٹ نے ابونن میں۔ مولوی عبدالرحمن صاحب نے موضع ہانجی پورہ میں۔ مولوی نوراحمد صاحب نے گگوان پورہ میں اور محمد یعقوب نے اڈوہ میں زبانی تبلیغ ادا کیا۔ کن روزا عناف۔ اہلحدیث اصحاب وغیرہ۔ پنڈت صاحبان۔ سرکاری ملازم اور تاجر صاحبان اور زمیندار دوستوں کو سلسلہ حقہ کی تبلیغ کی گئی۔ دس شرائط بیعت لوگوں کو سنائے گئے۔ خاتم النبیین کے معنی سمجھائے گئے۔

خاکسار

عبدالواحد مولوی فاضل صدر جماعت آسنور

جماعت احمدیہ یادگیر

جماعت احمدیہ یادگیر نے بفضل تعالیٰ ۲۱ ر اکتوبر کو جماعت کے بارہ گروپ جن میں دو گروپ لجنہ کے تھے بغرض تبلیغ بنائے۔

گروپ نمبر ۱ کے انچارج رفعت اللہ صاحب غوری اور ان کے ماتحت چار افراد تھے۔ یادگیر سے ۱۵ میل دور نالوار نامی گاؤں میں تبلیغی پروگرام منایا۔ دن بھر انفرادی تبلیغ کے علاوہ بعد نماز مغرب ایک جلسہ کیا اور انچارج گروپ نے ۱½ گھنٹے تک تقریر کی۔ بعد میں اختلافی مسائل پر گفتگو ہوتی رہی۔ اور رات گئے تک یہ سلسلہ جاری رہا۔ رات وہیں گذار کر صبح واپس یادگیر آ گئے۔

گروپ نمبر ۲ کے انچارج مکرم نذیر احمد صاحب سوداگر تھے۔ ان کے ماتحت تین اور دوست تھے۔ یہ گروپ یادگیر سے ۲۵ میل دور گوگی نامی گاؤں میں تبلیغ کی غرض سے گیا اور دن بھر مصروف تبلیغ رہ کر رات کو ساڑھے آٹھ بجے واپس ہوا۔

گروپ نمبر ۳ کے انچارج مکرم مولوی محمد امام صاحب غوری اور ان کے ساتھ تین اور دوست تھے۔ یہ گروپ ناشگل اور گرام کو بذریعہ بس روانہ ہوا۔ دن بھر زبانی تبلیغ کے علاوہ تقسیم لٹریچر کے ذریعہ پیغام حق پہنچایا۔ سرود مقامات پر ذریعہ تبلیغ بجا لا کر واپس ہوا۔

گروپ نمبر ۴ کے قائد مولوی عبدالرؤف صاحب تھے۔ یہ گروپ بلیکرہ اور منڈرگہ مقامات پر تبلیغ کے لئے گیا۔ ایک بیڑی فیکٹری میں تبلیغ سلسلہ کی اور ایک مدرسہ کے صدر مدرس کو تبلیغ کی اور لٹریچر دیا۔ پھر منڈرگہ کے مسلمانوں کو مسجد میں جمع کر کے تبلیغ کی گئی اور رات آٹھ بجے واپس ہوئے۔

گروپ نمبر ۵ کے قائد جناب عبداللطیف صاحب تھے۔ ان کے ماتحت تین اور دوست تھے۔ یہ گروپ مقامی افسران کو پیغام پہنچانے کے لئے مقرر کیا گیا تھا۔ سول سرجن تحصیلدار صاحب سب انسپکٹر پولیس کے پاس پہنچے۔ لیکن تحصیلدار صاحب اور سول سرجن صاحب سے مصروفیت کی بنا پر ملاقات نہ ہو سکی۔ بعدہٗ ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ صاحب پولیس سے تبادلہ خیالات ہوا اور لٹریچر دیا۔ انگریزی قرآن کریم مطالعہ کی خواہش پر دینے کا وعدہ کیا۔ پھر ڈپٹی کلکٹر صاحب سے ملاقات ہوئی تبلیغی گفتگو تفصیلی طور پر ہوئی اور لٹریچر دیا گیا۔ بڑی دلچسپی اور انہماک سے ہماری باتوں کو سنتے رہے پھر امریکن مشن کے دواخانہ پر گئے۔ اور ڈاکٹر صاحب سے تفصیلی گفتگو ہوئی۔ حضرت مسیحؑ کی وفات اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آمد پر ڈیڑھ گھنٹے بحث ہوتی رہی۔ مختلف لٹریچر مشن میں تقسیم کیا گیا۔

گروپ نمبر ۶ کے انچارج عبدالسلام صاحب گنابرگہ بس اسٹینڈ اور ریلوے اسٹیشن پر متعین کیا گیا تھا۔ بس اور ریلوے کے مسافروں کو لٹریچر تقسیم کیا اور مساجد میں بڑے بڑے پوسٹر چسپاں کئے اور لٹریچر تقسیم کیا۔

گروپ نمبر ۷ کے قائد مولوی بہادر خاں صاحب تھے۔ ان کو محلہ کولی واڑہ میں مقرر کیا گیا تھا تعلیمیافتہ نوجوانوں اور مولوی عبدالرحیم صاحب وکیل کو تبلیغ کی اور لٹریچر دیا۔

گروپ نمبر ۸ کے قائد منشی عبدالنبی صاحب شکلور تھے محلہ مسلم پورہ میں تبلیغ کی۔ حضرت مسیح موعود کی آمد کی غرض بیان کی اور لٹریچر تقسیم کیا۔ البم کے ذریعہ غیر ممالک میں جماعت کی تبلیغی مساعی اور غیر مسلموں کے قبول اسلام کی تفصیل بتائی گئی۔ پھر جناب محمد ابراہیم صاحب انسپکٹر پولیس وظیفہ یاب سے ملاقات کی اور ایک کتاب مطالعہ کے لئے دی۔

گروپ نمبر ۹ قائد مولوی محمد اسمٰعیل صاحب غوری تھے محلہ ہیکل گرہ کے لئے مقرر ہوا۔ کارخانہ بچہ مارک میں ملازمین اور کاریگران کو جمع کر کے تقریر کی گئی۔ اس زمانہ کے مجدد کے متعلق بیان کیا گیا۔ اور تحقیق کے لئے درخواست کی گئی۔ پھر انفرادی تبلیغ کی گئی وہاں سے ایک ہوٹل میں گئے۔ اور اسی طریق پر تبلیغ کی گئی۔

گروپ نمبر ۱۰ کے قائد مولوی غلام محی الدین صاحب تھے۔ ایک احمدی دوست کی فرم میں جا کر کاریگروں کو تبلیغ کی۔ اور امام وقت کے پہچاننے کی اہمیت واضح کی۔ پھر یہ گروپ ٹالوار کے لئے روانہ ہوا۔

گروپ نمبر ۱۱ احمدی مستورات کا تھا۔ یہ گروپ مسلم پورہ کے لئے مقرر تھا۔ مولوی غلام حسین صاحب سوداگر کے گھر جا کر مستورات کو جمع کر کے تبلیغ کی۔ اور ٹریکٹ پڑھ کر سنائے گئے۔ مستورات کے مختلف سوالات کے جوابات دیئے۔ لٹریچر تقسیم کیا تقریباً پچاس غیر احمدی مستورات جمع تھیں جنہوں نے خواہش کی کہ پھر بھی ہمیں ایسی معلومات بہم پہنچائی جایا کریں۔

گروپ نمبر ۱۲ یہ گروپ بھی احمدی مستورات کا تھا۔ جو محلہ ہیکل گرہ میں مکرم محمد خواجہ عارف کے گھر جا کر مستورات کو جمع کر کے نماز اور دینی مسائل کے متعلق واقفیت کرائی۔ نیز امام وقت کے پہچاننے کی تاکید کی۔

علاوہ ازیں جماعت یادگیر نے انفرادی طور پر بھی تبلیغ کی۔ اور اس دن ۲۷۰۰ کی تعداد میں لٹریچر تقسیم کیا گیا۔

خاکسار

(سیٹھ) محمد الیاس سیکرٹری تبلیغ یادگیر

جماعت احمدیہ جموں

پروگرام کے مطابق ۲۱ ر اکتوبر کو پرانی منڈی میں اور ۲۲ ر اکتوبر کو تالاب کھٹیکاں میں پبلک جلسے کرانے کا انتظام کیا گیا چنانچہ مورخہ ۲۱/۱۰/۶۲ کو مقامی جماعت کے زیر انتظام زیر صدارت شری کے۔ ڈی ریٹہ صاحب ممبر اسمبلی پارلیمنٹ پرانی منڈی میں جلسہ کا انعقاد ہوا۔ خاکسار اور محمد یونس نے بالترتیب نظم "شیام کنہیا" اور نعت در مدح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پڑھی۔ اس کے بعد جناب ڈاکٹر ایل۔ بی۔ گپتا صاحب صدر آل جموں و کشمیر سوشل ریفارم سبھا جموں نے افتتاحی تقریر فرمائی۔ جس میں جلسہ کی اہمیت اور روحانی باتوں کا ذکر فرماتے ہوئے جلسہ سالانہ قادیان سنہ ۱۹۶۱ء کے تاثرات کا ذکر کیا۔ نیز یہ کہ میں نے جماعت احمدیہ کا لٹریچر مطالعہ کیا ہے۔ یہ جماعت اتحاد و اتفاق کی حامی اور جملہ مذاہب کے بزرگان کی عزت و تکریم کرنے والی ہے۔ اور حاضرین جلسہ کو مکرم مولانا بشیر احمد صاحب کی تقریر غور سے سننے کی تاکید فرمائی۔

اس کے بعد مولانا موصوف نے سندھی کلاشتہ میں ایک مبسوط تقریر فرمائی آپ نے انبیاء گزشتہ کی تعلیموں اور کتب سماویہ کے حوالوں سے ثابت کیا کہ ہر مذہب اور اسکے پیشوا نے ہر زمانہ میں سچائی کو قائم کرنے اور اتفاق و اتحاد پیدا کرنے پر زور دیا ہے۔ چنانچہ جملہ مذاہب کی پیشگوئیوں کے مطابق اس زمانہ میں بھی خدا تعالیٰ کا ایک مامور رسیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام مبعوث ہوا۔ جس نے ساری دنیا کو نیکی کا سبق دیا اور بدی کی راہوں سے روکنے کی تعلیم دی۔ اس تقریر کا سامعین پر گہرا اثر ہوا۔ تقریر کے اختتام پر صاحب صدر نے مولانا کی تعریف کی۔ اور جلسہ بخیر و خوبی برخواست ہوا۔ بعد ازاں تعلیمیافتہ طبقہ کو لٹریچر دیا گیا۔ جو انہوں نے بڑے شوق سے لیا۔

دوسرے دن یعنی ۲۲ ر اکتوبر کو تالاب کھٹیکاں

وادئ پونچھ میں جماعت احمدیہ کے مبلغ کی تبلیغی مصروفیات

از مکرم خواجہ محمد صدیق صاحب نائب صدر جماعت احمدیہ پونچھ

حال ہی میں مبلغ سلسلہ مولانا مولوی سمیع اللہ صاحب انچارج احمدیہ مسلم مشن بمبئی تبلیغی و تربیتی دورہ کی غرض سے مکرم بابو محمد یوسف صاحب پراونشل امیر جموں کی معیت میں پونچھ وارد ہوئے آپ کی تشریف آوری پر اہالیان پونچھ کو پر مغز روحانی خدمت کے لئے جو دلچسپ پروگرام مرتب کیا گیا اس کی تفصیل کچھ اس طرح رہی:—

قومی یکجہتی پر تقریر

۱۳ ر اکتوبر ۱۹۶۲ء کو مسجد احمدیہ پونچھ کے ہال میں آپ کی پہلی تقریر "قومی یکجہتی" پر ہونے کا عام اعلان کیا گیا۔ چنانچہ اعلان کے مطابق مسجد احمدیہ میں ۵ بجے شام زیر صدارت جناب خواجہ غلام دین صاحب ٹھیکیدار رئیس اعظم پونچھ بہت بڑی جمعیت جس میں سرکردہ قوم کے سنجیدہ لوگ موجود تھے کی موجودگی میں جلسہ کی کارروائی شروع ہوئی۔ خاکسار کی تلاوت قرآن اور عزیزم حفیظ احمد صاحب کے نعتیہ کلام کے بعد چند منٹ مکرم بابو محمد یوسف صاحب نے افتتاحیہ تقریر کی۔ جس میں جلسہ کی غرض و غایت بیان کی۔ اور مولینا صاحب کا تعارف کرایا۔ اس کے بعد مکرم مولینا صاحب نے نہایت عالمانہ انداز میں قومی یکجہتی پر پرمغز اور سیر حاصل تقریر فرمائی۔ سامعین کو کتب سماوی کی روشنی میں قومی یکجہتی کو قائم رکھنے کی تلقین کی۔ یہ تقریر تقریباً ۱½ گھنٹہ جاری رہی اور سامعین جلسہ نے بڑی دلچسپی سے آپ کی تقریر کو سنا۔

دوسرے دن دوسری تقریر

مولانا صاحب کی پہلی تقریر کا ہی اثر تھا کہ ۱۴ ر اکتوبر ۱۹۶۲ء کی شام کو پونچھ کے مشہور رینڈال گورو نواس میں آپ کو تقریر کی دعوت موصول ہوئی۔ چنانچہ ۹ بجے شام گورو نواس کے پنڈال میں سینکڑوں مرد و زن کے سامنے مولینا صاحب نے کتب مقدس اور قرآن شریف کی روشنی میں ہندی زبان میں تقریر شروع کی۔ جو کہ رات کے دس بجے تک جاری رہی مولینا صاحب نے تقریر میں ہندو مسلم ایکتا کو واضح کیا۔ اور با دلائل ثابت کیا کہ گیتا اور وید مقدس میں جس ہستی کو آپ لوگ سنتوخ جی مہاراج کہتے ہیں اسی بزرگ ہستی کو نوع انسان نے اسلام کہا جاتا ہے۔ اگرچہ زمرد و بدل کی وجہ سے عام لوگ ان کو دو ہستیاں سمجھتے ہیں مگر مذہبی کتب پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ دو ہستیاں نہیں بلکہ ایک ہی شخص ہے۔ اسی طرح سے گیتا کے شلوک اور قرآنی آیات سے ثابت کیا کہ دنیا میں جتنے اوتار یا نبی آئے سب کا نقطہ مرکزی ایک ہی تھا۔ خدا کے فضل سے یہ تقریر بھی خوب کامیاب رہی اور دلچسپی سے سنی گئی۔

تیسری تقریر مذاہب عالم اور سائنس

دوستوں کے پیہم اصرار پر ۱۵ ر اکتوبر ۱۹۶۲ء کو چوک بازار میں عام منادی کے ذریعہ مولینا صاحب کی تیسری تقریر کا اعلان کرایا گیا۔ چنانچہ شام کے ۷½ بجے وقت مقررہ پر بلا لحاظ مذہب و ملت لوگ جمع ہوئے۔ جن میں شہر کے معززین مسلمان خصوصاً ماسٹر غلام احمد صاحب ایم اے اور سردار گیان سنگھ صاحب عنبر وکیل و دھرمپال داس جی ہندو سبھا کے سرکردہ ممبران نے بھی شمولیت فرمائی۔ پروگرام کے مطابق جلسہ کی کارروائی زیر صدارت مکرم بابو محمد یوسف صاحب شروع ہوئی مکرم بابو صاحب نے ازراہ عقیدت تلاوت قرآن پاک کے بعد ایک نظم پڑھی۔ خاکسار نے افتتاحی تقریر میں جماعت احمدیہ کے لائحہ عمل اور امن نامہ باہمی رفاقت و میل جول پر تبصرہ کیا اس کے بعد مکرم مولانا موصوف نے مذاہب عالم اور سائنس کے عنوان سے فاضلانہ انداز میں ۱½ گھنٹہ تک تقریر فرمائی۔ جس میں جملہ مذاہب کی کتب خصوصاً وید مقدس۔ گیتا۔ بائبل۔ قرآن شریف وغیرہ سے ثابت کر دیا کہ سائنس کی موجودہ ایجادات کا جملہ کتب میں ذکر موجود ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ جمیع اوتاروں انبیاء نے قبل از وقت ہی خدا تعالیٰ سے علم پاکر اس بارہ میں خبریں دی ہیں اس پُر از معلومات تقریر کو نہ صرف پسند کیا گیا بلکہ سامعین محو حیرت ہو کر مولینا موصوف کی خداداد قابلیت کی داد دے رہے تھے۔ اس طرح یہ جلسہ بھی بخیر و خوبی دس بجے رات کو ختم ہوا۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک

اسلام اور سائنس پر چوتھی تقریر

مولینا صاحب کی بامر تقریر کا ہی اثر تھا کہ بعض پروفیسر و ایڈووکیٹ صاحبان کی طرف سے اس عنوان پر اسی چوک میں ایک اور تقریر کی خواہش کی گئی۔ اگرچہ اس روز مولینا صاحب نے قصبہ منڈی کے اہل انصاف حضرات کی دعوت پر منڈی جو کہ شہر سے ۱۴ میل کے فاصلہ پر ہے دن کو تقریر کے لئے جانا تھا۔ مگر موسم کی خرابی کی وجہ سے مولینا وہاں نہ جا سکے۔ البتہ رات کو بازار چوک میں ایک عظیم الشان جلسہ کا اہتمام کیا گیا۔ جس میں مسلمانوں ہندوؤں کے علاوہ ٹیچرز ٹریننگ سکول کے ماسٹر صاحبان اور Pupil Teachers نے بھی شرکت فرمائی۔ ۷½ بجے شام جناب عبدالرشید صاحب شیدا مولوی فاضل عربک ٹیچر ٹریننگ سکول پونچھ کی صدارت میں اس جلسہ کی کارروائی شروع ہوئی۔ افتتاحی تقریر صاحب صدر نے خود ہی فرمائی اور عوام سے اپیل کی کہ "عقائد کے اختلاف کے باوجود ہمیں باہمی رفاقت اور ایک دوسرے سے نیک باتیں سننے کا مادہ پیدا کرنا چاہیئے مولینا سمیع اللہ صاحب اگرچہ احمدی مبلغ ہیں۔ مگر ہمیں وسعت قلب پیدا کر کے ان کے خیالات کو بھی سننا چاہیئے۔ اور موصوف جو نیک اور مفید بات کہیں اس پر عمل کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ بیشک جو بات پسند نہ آئے اُسے نظر انداز کر دیں" وغیرہ وغیرہ۔ اس کے بعد مکرم عبدالرشید صاحب ڈار Pupil Teacher اور مکرم بابو محمد یوسف صاحب نے یکے بعد دیگرے نعت خوانی فرمائی۔ صاحب صدر نے بھی اپنی بنائی ہوئی ایک نعت پڑھی۔ بعدہٗ مولانا سمیع اللہ صاحب کی تقریر ہوئی۔ جس میں آپ نے قرآن و حدیث کی روشنی میں بتایا کہ سائنس کی موجودہ ایجادات کے بارہ میں چودہ سو سال پہلے۔ پیشگوئیاں موجود ہیں پوری تفصیل کے ساتھ اس مضمون پر مولانا صاحب نے ۱½ گھنٹہ تک سیر کن بحث فرمائی۔ اور سامعین نے دلچسپی سے پیاری تقریر سنی۔ بفضلہ تعالیٰ یہ جلسہ بھی نہایت کامیاب رہا۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔

پانچویں تقریر

اگرچہ مولینا صاحب موصوف نے مرتبہ پروگرام کے مطابق آج لیکچر کا تبلیغی دورہ ختم کر کے جموں کا ٹکٹ بھی حاصل کر لیا تھا مگر جلسہ کے اختتام کے معاً بعد ہی جناب خواجہ غلام احمد صاحب پرنسپل ٹیچرز ٹریننگ سکول پونچھ نے مورخہ ۱۸-۱۰-۶۲ کے لئے ٹیچرز ٹریننگ سکول میں مولینا صاحب کو "تعلیم" کے موضوع پر تقریر کرنے کی درخواست کی۔ چنانچہ ان کی خواہش کے پیش نظر آپ نے اپنا پروگرام ملتوی کر دیا۔ چنانچہ تاریخ مقررہ کو پرنسپل صاحب موصوف کی طرف سے یہ پیغام آیا۔ کہ آج آپ نے تمام Pupil Teachers کے سامنے اس موضوع پر تقریر فرمانی ہے کہ

"شیخ مکتب ہے اک عمارت گر
جس کی صنعت ہے روح انسانی"
(اقبال)

چنانچہ وقت مقررہ کے مطابق مولینا صاحب مکرم بابو محمد یوسف صاحب و مکرم بیگ کی معیت میں ٹیچرز ٹریننگ سکول میں تشریف لے گئے۔ تمام طلباء و طالبات اور استادوں نے آپ کا شاندار خیر مقدم کیا۔ پورے ۱½ بجے آپ نے تعین شدہ مضمون کے تحت تقریر شروع کی۔ اور ضرورت علم پر تبصرہ کرتے ہوئے انہیں ذہن نشین کرایا کہ وید۔ گیتا۔ قرآن تینوں کے معنے علم ہی کے ہیں لہٰذا علم کا حاصل کرنا بھی مقدس کتابوں کی شان کو برقرار رکھنے کے مترادف ہے۔ اس کے بعد آپ نے حضرت نبی اکرم صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم سے پہلے اور بعد کے علوم کا توازن کر کے بتایا کہ پہلے بھی علم موجود تھے اور وہ معدوم ہو چکے تھے۔ نبی اکرم صلعم کے بعد ان علوم میں پھر دوبارگی شروع ہوئی۔ اور اسی طرح سے اسے ارتقاء بھی حاصل ہوا۔ ضمناً زمانہ کے فلسفہ پر بھی بحث کی۔ اور اس طرح سے مقررہ مضمون پر عالمانہ انداز میں روشنی ڈالی۔ تقریر کے بعد سوال و جواب بھی ہوئے جن کا تسلی بخش جواب دیا گیا۔ اس تقریر سے تمام سامعین نہایت متاثر ہوئے۔ مولانا صاحب کے اعزاز میں منتظمین کی طرف سے ایک شاندار ٹی پارٹی دی گئی۔

فلیگ ڈے کی تقریب میں تقریر

چونکہ اس دن گورنمنٹ کی طرف سے فلیگ ڈے منانے کا بھی اہتمام تھا جس میں معزز شہریوں کے علاوہ تمام آفیسر صاحبان سول اور ملٹری نے بھی شمولیت کی تھی۔ چنانچہ مقامی ڈپٹی کمشنر صاحب جناب چوہدری بھارت بھوشن آئی۔ اے۔ ایس کی طرف سے مولینا صاحب کو جلسہ عام میں فلیگ ڈے پر تقریر کرنے کی دعوت آئی۔ مولینا موصوف نے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے پونچھ کے جمیع آفیسر صاحبان گزیٹڈ اور نان گزیٹڈ کی موجودگی میں زیر صدارت چوہدری بھارت بھوشن صاحب ڈپٹی کمشنر پونچھ نہایت ہی عالمانہ انداز میں فلیگ ڈے پر تقریر کی۔ اور بتایا کہ سرمایہ بھارت نواسی کا فرض ہے کہ وہ اپنے ان نوجوانوں کی قربانی

(باقی صفحہ ۱۱ پر)

اذکروا موتاکم بالخیر

ایک مسافر منزل مقصود پر!

(از مکرم چوہدری مبارک احمد صاحب [illegible] قادیان) :—

کیا کوئی [illegible] موقعہ بھی ہو سکتا ہے کہ ہم اپنے کسی بھائی اور بزرگ کو اس کی آخری آرامگاہ میں پہنچانے گئے ہوں اور ہمارے دلوں میں اس کی وفات پر حزن و ملال کے ساتھ مسرت و بہجت کے جذبات بھی موجزن ہوتے ہوں۔ اور تاسف و مسرت کی لہریں بیک وقت چہروں پر نمودار ہوتی ہوں؟ ہاں! کل ۶ ؍ نومبر ۱۹۶۲ء کو ایک موقعہ ایسا بھی آیا تھا۔

شروع ۱۸۹۷ء کا واقعہ ہے کہ حضرت صاحبزادہ سید عبد اللطیف صاحب شہید کابل کا ایک معتقد آپ کے ایما سے علاقہ خوست سے عازم سفر ہوا۔ وہ سنگلاخ اور دشوار گذار راستوں کی صعوبتیں برداشت کرتا، ایک طویل پیدل سفر طے کرتا ایک ہمت مردانہ اور عزم جوانانہ کے ساتھ قادیان پہنچا۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ قادیان کی چھوٹی سی بستی محض گمنام تھی۔ لیکن یہاں اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو شمع ہدایت روشن کی گئی تھی۔ اس کی کرنیں اور شعاعیں اس تیرہ گمنامی سے نکل نکل کر دور دور تک پہنچنی شروع ہو چکی تھیں۔ صور اسرافیل پھونکا جا چکا تھا۔ اور اس کی آواز سنکر سعید روحیں افتاں و خیزاں اس میدان حشر میں جمع ہو رہی تھیں۔ لیکن کس طرح؟! ان راستوں میں بڑے بڑے "علمار دین" سنگ گراں بنے بیٹھے تھے۔ ہر قدم پر کفر کے فتووں سے پاؤں اکھڑائے جاتے ہیں۔ اور مقام پر جھوٹوں چیلوں اور عمالوں سے واسطہ پڑتا تھا جو اپنی بزرگی اور روحانی کبریائی کا واسطہ دے کر کہتے تھے کہ قادیان نہ جاؤ وہاں ایک جادوگر بیٹھا ہے وہ تمہیں واپس نہ آنے دے گا۔ وہ اپنے زور سے تمہیں پا بہ زنجیر کریگا

لیکن یہ مسافر بہر حال پہنچا۔ اور افتاں و خیزاں اس آستانہ نبوی پر آ دم لیا۔ اور وہ واقعی مسحور ہو کر رہ گیا۔ وہ یہیں کا ہو گیا۔ اور پابہ زنجیر ہو گیا۔ اس وقت وہ عین جوانی کے عالم میں تھا۔ اس کی مسیں بھیگ رہی تھیں۔ اس نے قادیان میں طلوع ہونے والی ہدایت سے جوت جگائی۔ اور اسی بستی کو اپنا وطن بنا لیا۔

لیکن جب وہ اپنی عمر عزیز کے قریباً ستر سال گذار چکا تو تقسیم ملک کے طوفان کا ایک زبردست ریلا آیا جس [illegible] ہمراہ وہ ربوہ کے کنارے جا لگا۔ لیکن ربوہ اس کے لئے جائے قرار نہ بن سکا۔ وہ سوچتا تھا کہ وہ گلیاں کتنی متبرک ہیں جن میں مسیحائے زماں چلا کرتا تھا وہ در و دیوار کتنے مقدس ہیں جن میں ہادی دوراں نے اپنی زندگی گذاری۔ اور وہ بہشتی مقبرہ — اور وہ قبور ابراہیمی کی آخری آرامگاہ۔ وہ مرجع آفاق عالم — بس یہاں پہنچ کر اس کی یاد میں مرکوز ہو گئیں۔ اور اس نے تہیہ کر لیا کہ وہ اب قادیان پہنچ کر ہی اپنی جان جان آفریں کے سپرد کریگا۔

چنانچہ قریباً ایک ماہ قبل وہ مسافر پھر ربوہ سے عازم قادیان ہوا۔ مگر اس شان عشق کے ساتھ اور اس عزم مبارک کے ساتھ کہ میں اب قادیان ہی کی مقدس سرزمین میں دفن ہوں گا۔ وہ اپنے عزیزوں، دوستوں اور بزرگوں سے آخری بار مل کر ربوہ سے روانہ ہوا۔ وہ جانتا تھا کہ وہ پاسپورٹ اور ویزا کے قوانین کا پابند ہے۔ اور تین ماہ سے زائد عرصہ وہ قادیان میں نہیں رک سکتا۔ لیکن اس کے جذبۂ عشق و محبت کا نقطۂ مرکزی اب صرف اور صرف قادیان ہی تھا — قادیان کا بہشتی مقبرہ — جو اپنے اندر اس قدر جذب و کشش رکھتا ہے۔ کہ ہزاروں میل کی دوری پر فوت ہونے والے وہاں پہنچ جاتے ہیں۔ جہاں مُردے چل کر آتے ہیں! — جہاں ہندوستان کی جگہ دور دراز ممالک سے نعشیں دفن کرنے کے لئے لائی جاتی ہیں —

— پاگل ہیں یہ احمدی لوگ بھی۔ دیوانے اور سر پھرے ہیں اس جماعت کے لوگ بھی — بھئی! دنیا کا دستور تو یہ ہے کہ اگر کوئی شخص اپنے جدی گاؤں سے کہیں دور مر جائے تو اسے اپنے گاؤں واپس لاکر جدی قبرستان میں دفن کیا جاتا ہے۔ لیکن احمدی لوگ عجیب قسم کے جذبات رکھتے ہیں کہ اپنے مُردے ایک دور دراز مقام پر قادیان پہنچا آتے ہیں! آخر کیوں؟ بڑے دیوانے ہیں یہ لوگ بھی۔ فرزانگی تو ان کے قریب بھی نہیں پھٹکتی۔!

"ہاں یہ دیوانے ہیں اور یہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس حکم

"واضح ہو کہ خدا تعالیٰ کا ارادہ ہے کہ ایسے کامل الایمان ایک ہی جگہ دفن ہوں تا آئندہ کی نسلیں ایک ہی جگہ ان کو دیکھ کر اپنا ایمان تازہ کریں اور تا ان کے کارنامے یعنی جو خدا کے لئے انہوں نے دینی کام کئے ہمیشہ کے لئے قوم پر ظاہر ہوں"

کی تعمیل کرتے ہیں۔ وہ سوچ سکتے تھے کہ کیوں نہ اپنے مرحوم عزیز کو اپنے گاؤں کے قبرستان میں دفنائیں۔ لیکن انہوں نے اپنے آقا کے فرمان کی تعمیل کی اور پھر یہ بھی سوچا کہ گاؤں کے قبرستان میں تو ہر کبھی کبھار جا کر انفرادی دعائیں کریں گے۔ اور یہ دعائیں بھی ایک دو سال تک ہی ہوں گی۔ لیکن مقبرہ بہشتی میں تو سینکڑوں آدمی روزانہ دعا کرنے جاتے ہیں۔ اور دعاؤں کا یہ سلسلہ لا متناہی ہوگا۔ اور سینکڑوں ہزاروں سال تک جاری رہے گا۔

بہرحال وہ مسافر جو ۶ ؍ نومبر کو اپنی منزل مقصود پر پہنچا۔ ربوہ سے قریباً ایک ماہ قبل روانہ ہوا۔ مگر یہ عہد کر کے کہ وہ قادیان سے واپس نہیں آئے گا۔ اس نے قادیان پہنچتے ہی حضرت مولوی عبد الرحمن صاحب امیر جماعت احمدیہ قادیان کو جو رپورٹ دی وہ یہی تھی کہ

"میں یہاں مرنے کے لئے آیا ہوں"

یوں تو ہر مخلص احمدی کی یہی خواہش ہوتی ہے کہ اسے کسی طور بہشتی مقبرہ میں جگہ مل جائے۔ اور اپنے آقا کا اور پھر اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہو جائے اور خدا جانے کتنے ہزار احمدی ہیں جو پابندیوں اور مجبوریوں کی وجہ سے اس پیار تڑپ رہے ہیں کہ انہیں قادیان میں جگہ ملے۔

لیکن حضرت سید فقیر محمد صاحب کابلی جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پرانے صحابہ میں سے ایک تھے۔ انہوں نے تو ربوہ سے یہاں پہنچتے ہی اعلان کر دیا تھا کہ میں یہاں مروں گا۔ چنانچہ حضرت امیر صاحب مقامی نے خاکسار کو بلوا کر ہنستے ہوئے فرمایا کہ سید فقیر محمد صاحب ربوہ سے تشریف لائے ہیں اور کہتے ہیں کہ میں مرنے کے لئے قادیان آیا ہوں۔ اور بہشتی مقبرہ میں دفن ہونا چاہتا ہوں ان کی رہائش کے لئے دار المسیح میں انتظام کر دو۔ چنانچہ اس حکم کی تعمیل کی گئی۔ اور حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا کے مکان مبارک کے ایک کمرہ میں انہیں جگہ دیدی گئی۔

دوسرے روز تمام درویشوں میں اس بات کا عام چرچا تھا کہ ربوہ سے ایک باباجی یہاں آئے ہیں جو یہ خواہش رکھتے ہیں کہ وہ قادیان میں فوت ہو کر بہشتی مقبرہ میں دفن ہونا چاہتے ہیں۔ جہاں تک اس خواہش کا تعلق تھا وہ تو بڑی ہی مبارک اور مومنانہ اور مخلصانہ تھی۔ لیکن بظاہر ایسے آثار بہت کم تھے۔ کیونکہ مرحوم باباجی صاحب کی صحت ابھی اچھی تھی۔ چلتے پھرتے تھے۔ اور خاکسار کے دفتر بہشتی مقبرہ میں روزانہ تشریف لا کر الفضل پڑھا کرتے تھے۔

لیکن جیسا کہ اوپر عرض کیا جا چکا ہے۔ مرحوم ربوہ سے بڑا پختہ انتظام کر کے چلے تھے۔ اور معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے اپنے اس عزم کے پورا ہونے کے لئے بہت دعائیں کی ہوں گی۔ ربوہ سے روانہ ہونے سے قبل انہوں نے وہاں کے دفتر بہشتی مقبرہ سے اپنا سرٹیفکیٹ وصیت حاصل کیا۔ اور اپنا حصہ آمد کا حساب بھی لیتے آئے جو راقم ہذا کے دفتر میں پہنچ چکا تھا۔ لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مرحوم کے دل میں یہ خیال بھی گذرا کہ ممکن ہے ان کی وفات جلد نہ ہو اور وہ قادیان سے ویزا کی پابندی کی وجہ سے واپس چلے جائیں اس لئے وہ احتیاطاً دفتر بہشتی مقبرہ ربوہ کے امیرسٹ میں دو سو روپیہ کی رقم اس غرض کے لئے جمع کروا کر آئے تھے کہ اگر وہ ربوہ میں فوت ہوں تو ان کی نعش کو قادیان پہنچانے کا انتظام کیا جائے۔ اور یہ تحریر بھی ان کے ساتھ تھی۔!

اصل بات یہی ہے کہ عشق و محبت جو کام کر جاتے ہیں۔ وہاں تک عقل کی رسائی نہیں ہو سکتی۔ مرحوم کا یہ جذبہ عشق ہی تھا جو اسے اس عزم صمیم متزلزل کے ساتھ قادیان لایا۔ اور اس نے کئی روز تک مقدس مقامات پر جا جا کر دعائیں کیں۔ اور پھر رہائش کیلئے اسے ایک انتہائی مقدس کمرہ مل گیا۔

لیکن ظاہری آثار اب بھی یہی تھے کہ باباجی ابھی کچھ سال اور جئیں گے۔ گو بڑھاپا تھا۔ اور بڑھاپے کی کمزوری بھی تھی مگر چہرے مہرے سے ابھی صحت کے آثار ہویدا تھے اور وہ چلتے پھرتے تھے۔

لیکن آخر جذبۂ عشق کام آ ہی گیا۔ اور وفات سے پانچ چھ روز قبل مرحوم فالج کا شدید حملہ ہوا۔ جس کے اثر سے مرحوم کے ہوش و حواس بھی بجا نہ رہے اور غشی کی کیفیت طاری ہو گئی۔ دل کی حرکت بھی بے قاعدہ ہو گئی۔ علاج معالجہ تو ہوتا رہا مگر اس مسافر کے جذبۂ عشق و محبت کو روک نہ سکا۔

اور آخر وہ ۶ ؍ نومبر کو اپنی منزل مقصود پر پہنچ ہی گیا۔ کتنا مبارک تھا اس کا جذبۂ عشق۔ اور کتنا اٹوٹ تھا اس کا عزم۔ اللہ تعالیٰ نے اسے اپنی رحمت کے آغوش میں لے لیا اور درویشوں کی ایک بڑی تعداد نے احاطہ لنگر خانہ میں حضرت امیر صاحب مقامی کی اقتداء میں نماز جنازہ پڑھی اور درویشوں کی ایک بڑی تعداد نے احاطہ لنگر خانہ میں حضرت امیر صاحب مقامی کی اقتداء میں جنازہ پڑھ کر مرحوم کو قطعہ صحابہ میں ملحقہ [illegible] سپرد خدا کر دیا۔

مرحوم کے اسی جذبۂ عشق کے احترام میں یہ [illegible]

۲۔ تیسرا خاکسار نے یہ عرض کیا ہے کہ مرحوم کی وفات کے وقت ہمارے دلوں میں حزن و ملال کے ساتھ ہی ایک مسرت بھی تھی کیونکہ مرحوم اپنے عزم میں کامیاب ہوئے تھے — اللہ تعالیٰ نے مرحوم کے درجات کو بلند [illegible]

تحریک جدید سال ۲۹/۱۹ اور احباب جماعت کی ذمہ داریاں

تحریک جدید کے نئے سال ۲۹/۱۹ کا اعلان ہو چکا ہے اور جماعت ہائے احمدیہ ہندوستان کے صدر صاحبان کی خدمت میں فارم وعدہ جات بھجوا کر درخواست کی گئی تھی کہ اپنے اپنے حلقہ میں تمام احباب کے وعدہ جات حاصل کر کے ارسال فرمائیں۔

اسی طرح مبلغین کرام سے بھی درخواست کی گئی ہے کہ وہ تحریک جدید کے وعدہ جات کے حصول کے لئے مقامی عہدیداران سے تعاون فرماویں۔

امید ہے کہ احباب اپنی اپنی ذمہ داری کو ادا کرنے میں مصروف ہوں گے۔ مہربانی فرما کر وعدہ جات کی فہرستیں جلد از جلد دفتر ہذا میں ارسال فرماویں دفتر ہذا کی طرف سے ۳۰ نومبر ۶۲ء تک چندہ تحریک جدید سو فیصدی ادائیگی کرنے والے احباب کی فہرست سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں بغرض دعا پیش کی جا رہی ہے۔ امید ہے کہ احباب حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی خصوصی دعاؤں میں شامل ہونے کی پوری کوشش کریں گے۔ اللہ تعالیٰ سب کے ساتھ ہو۔

وکیل المال تحریک جدید قادیان

چندہ جلسہ سالانہ

امسال ہمارا جلسہ سالانہ ۱۸ اور ۱۹ اور ۲۰ دسمبر ۱۹۶۲ء کو منعقد ہو رہا ہے۔ لیکن تا حال چندہ جلسہ سالانہ بجٹ کا نصف وصول ہوا ہے۔ باوجودیکہ احباب جماعت یا عہدیداران کی خدمت میں بذریعہ اعلان اخبار و تحریکات برابر یاد دہانی کرائی جاتی رہی ہے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ سے جاری ہے۔ اس کی شرح ایک ماہ کی آمد کا ۱/۱۰ یا سال کی آمد کا ۱/۱۲۰ ہے اس چندہ کی ادائیگی جلسہ سالانہ سے قبل ہونی چاہیئے۔ تاکہ جلسہ سے قبل انتظامات کے لئے رقم کام آ سکے۔

لہٰذا جن جماعتوں نے تا حال چندہ جلسہ سالانہ پورا ادا نہیں کیا ان کی خدمت میں درخواست ہے کہ وہ جلد از جلد یہ چندہ وصول کر کے مرکز میں بھجوا دیں۔ اور جن جماعتوں کے پاس وصول شدہ چندہ قابل ترسیل ہو۔ وہ جلد مرکز میں ارسال فرمادیں۔

امید ہے کہ جملہ احباب جماعت اور عہدہ داران اس طرف توجہ فرما کر فرض شناسی کا ثبوت دیں گے۔ (ناظر بیت المال قادیان)

حصۂ جائداد

بذریعہ اخبار بدر و خطوط و کتابت اس سے قبل تحریک کی جاتی رہی ہے کہ صاحب جائداد موصی احباب اگر اپنی زندگی میں حصہ جائداد ادا کر دیں تو اس سے جہاں مذکورہ موصی احباب اپنی زندگی میں ایک اہم ذمہ داری سے سبکدوش ہو کر خدا تعالیٰ کے حضور سرخرو ہوں گے وہاں بروقت مرکز کی مالی امداد ہو کر مالی مشکلات میں کمی ہوگی۔ نظارت ہذا کی تحریک پر کئی مخلصین کو خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے حصہ جائداد کی مد میں رقوم ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔ لیکن ابھی جماعت ہائے احمدیہ ہند کے متعدد ایسے صاحب جائداد موصی اصحاب ہیں جن کی طرف سے مرکز کی اس تحریک کے عملی جواب کا انتظار ہے۔ امید ہے کہ زیادہ سے زیادہ موصی احباب اس طرف توجہ فرما کر حصہ جائداد کی مد میں رقوم بھجوا کر فرض شناسی کا ثبوت دے کر عند اللہ ماجور ہوں گے۔

ناظر بیت المال قادیان

ایک ضروری اعلان

جیسا کہ احباب کو علم ہے مکرم پیر معین الدین صاحب نے سیدنا حضرت اقدس امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی تفسیر کبیر کا خلاصہ شائع کرنے کا اہتمام کیا ہے یہ خلاصہ مخزن المعارف کے نام سے اس وقت تک تین جلدوں میں چھپ کر شائع ہو چکا ہے۔ یعنی سورہ یونس تا کہف۔ سورہ مریم تا عنکبوت اور سورۃ النبأ تا والناس۔ اس خلاصہ کو جہاں ہماری جماعت کے علمی طبقہ نے بہت پسند کیا۔ وہاں سیدنا حضرت اقدس امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے بھی بہت پسند فرماتے ہوئے خوشی اور مسرت کا اظہار فرمایا ہے۔

اس وقت مخزن المعارف کی چوتھی جلد زیر طبع ہے جو پہلے پانچ پاروں کی تفسیر کے خلاصہ پر مشتمل ہوگی۔ اس پر اصل لاگت فی جلد ساڑھے سات روپے ہوگی۔ محترم پیر صاحب نے یہ رعایت دی ہے کہ ۱۰۰ جلدوں کے خریداروں کو اصل لاگت پر کتاب مہیا کی جائے گی۔ ظاہر ہے کہ اصل لاگت سے بہرحال قیمت فروخت زیادہ ہوگی۔ سو اس اعلان کے ذریعہ دوستوں کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ ایسے دوست جو پیشگی قیمت ادا کر کے خریدنا چاہیں وہ اپنی قیمت نظارت ہذا میں بھجوا کر اپنی اپنی جلد ریزرو کروا لیں۔ علاوہ قیمت بھجوانے کے چٹھی کے ذریعہ بھی نظارت ہذا کو اطلاع دی جائے۔

امید ہے کہ دوست زیادہ سے زیادہ اس رعایت سے فائدہ اٹھائیں گے

ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

کامل الایمان لوگ

وصیت کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں قربانیاں پیش کرنے والے احباب کے متعلق سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے:۔

" واضح ہو کہ خدا تعالیٰ کا ارادہ ہے کہ ایسے کامل الایمان ایک ہی جگہ دفن ہوں تا آئندہ کی نسلیں ایک ہی جگہ ان کو دیکھ کر اپنا ایمان تازہ کریں اور تا ان کے کارنامے یعنی جو خدا کے لئے اُنہوں نے دینی کام کئے ہمیشہ کے لئے قوم پر ظاہر ہوں "

(الوصیت صفحہ ۲۶)

یقیناً جماعت کا ہر شخص چاہے گا کہ وہ کامل الایمان لوگوں کی فہرست میں آ جائے۔ اللہ تعالیٰ احباب کو وصیت کی اہمیت کے سمجھنے کی توفیق بخشے۔

سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان

وادیٔ پونچھ میں جماعت احمدیہ کے مبلغ کی مصروفیات (بقیہ صفحہ ۹)

کا دل میں احساس رکھیں جو ملک اور وطن کی خاطر قربان ہوئے ہیں۔ اور اُن کے اہل و عیال کے لئے ہر طرح سے امداد کا حق کریں۔ تاکہ آئندہ آنے والی نسلوں کے حوصلے مضبوط ہوں۔ نہ صرف یہ کہ آفیسرز نے تقریر کو بہت پسند کیا بلکہ صاحب صدر نے دو دفعہ مولانا صاحب کی تقریر کا شکریہ ادا کر کے شاندار الفاظ میں سراہت کی۔ یہ مولانا موصوف کی آخری تقریر تھی۔ جس نے گذشتہ تقریروں کو بھی چار چاند لگا دیئے۔

اسی طرح مولانا سمیع اللہ صاحب پونچھ میں بہ تبلیغی وفد عام مسلمانوں کی باہمی رفاقت و معاونت کا موجب ہوا۔ تقریر سے فراغت کے بعد مولانا صاحب نے خاص خاص آفیسرز اور معززین شہر سے انفرادی ملاقاتیں بھی کیں۔ چنانچہ ڈپٹی کمشنر صاحب پونچھ۔ جناب ایس۔ پی صاحب پونچھ۔ تحصیلدار صاحب حویلی پونچھ۔ ماسٹر غلام احمد صاحب ایم۔ ایل۔ اے سے فرداً فرداً ملے اور انہیں سلسلہ احمدیہ کی تعلیمات و اصولوں سے روشناس کیا۔

مورخہ ۱۹ اکتوبر کو صبح چھ بجے گورنمنٹ بس کے ذریعہ عازم جموں ہوئے۔ اللہ تعالیٰ اُن کا اور ہم سب کا حامی و ناصر ہو۔ آمین۔

احمدیہ جماعت قادیان کی طرف سے
فوجی ضرورت کیلئے خون دینے کی پیشکش

قادیان ۱۰ر نومبر۔ قومی دفاعی فنڈ میں جماعت احمدیہ قادیان کے جن احباب نے اپنا خون دینے کی پیشکش کی ہوئی ہے ان میں سے پندرہ آدمیوں نے کل مورخہ ۹/۱۱/۶۲ کو میونسپل کمیٹی قادیان کے دفتر میں جاکر اپنا خون ٹیسٹ کے لئے دیا۔ یہ ٹیسٹ کرنے والے ڈاکٹر صاحب بٹالہ سے تشریف لائے تھے۔ ڈاکٹر صاحب نے بتایا کہ دستور کے مطابق جب دست کے خون کی ضرورت ہوگی اسے طلب کر لیا جائے گا۔ خون ٹیسٹ کروانے والے دوستوں کے نام یہ ہیں:۔

۱۔ محترم حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب
۲۔ مکرم چوہدری فیض احمد صاحب گجراتی
۳۔ " مولوی بشیر احمد صاحب خادم
۴۔ " چوہدری سعید احمد صاحب بی۔ اے آنرز
۵۔ " " منظور احمد صاحب بھاولپوری
۶۔ " محمد عبد اللہ صاحب متعلم مدرسہ احمدیہ
۷۔ " صدیق اشرف علی صاحب " "
۸۔ " انوار الحسن صاحب " "
۹۔ مکرم میاں محمد عبد اللہ صاحب
۱۰۔ " عبد الباسط صاحب متعلم مدرسہ احمدیہ
۱۱۔ " عبد المالک صاحب " "
۱۲۔ " چوہدری محمود احمد صاحب عارف
۱۳۔ " بشیر احمد صاحب حافظ آبادی
۱۴۔ ایم عبد السلام صاحب متعلم مولوی فاضل
۱۵۔ " محمد عزیز صاحب گجراتی

چوہدری فیض احمد گجراتی
جنرل سیکرٹری لوکل انجمن احمدیہ قادیان

سلسلہ کا نایاب لٹریچر

تفسیر کبیر سورہ فاتحہ والمد نایاب سورہ یونس تاکہف ۔/۵۰ سورہ مریم تا البلد نایاب ۔/۱۶ سورہ شمس تا الزلزال ۔/۱۶ سورہ عادیات تا الکوثر ۔/۱۰ سورہ کافرون تا الناس ۔/۶ سورہ مریم طہٰ انبیاء ۔/۱۵ سورہ حج و نور ۔/۱۶ سورہ فرقان و شعراء ۔/۱۲ سورہ نمل قصص عنکبوت ۔/۱۵۔ دس جلدوں کا سیٹ جو اب تک شائع ہو چکی ہیں ۔/۱۶۵ روپیہ ہوا سوائے آلمد وخاتمہ کے باقی ۹ جلدیں مذکورہ قیمت پر الگ الگ بھی مل سکتی ہے۔ دن بدن قیمت بڑھ رہی ہے جلد منگوالیں۔ اگلے اشتہار تک یہی قیمت رہیگی ہر حالت میں نصف قیمت بطور پیشگی ضروری ہے۔ الفضل کے فائل اچھی حالت میں مجلد ۱۹۱۹ سے ۱۹۶۲ تک موجود ہیں فی جلد ۔/۲۵ روپے کے حساب سے ملیگی۔ ۱۹۱۳ سے متفرق جلدیں بھی ۱۹۴۷ تک ۔/۲۵ کے حساب سے ملینگی۔ چھ مہینہ کا تین مہینہ بلکہ ایک مہینہ کا بھی ۔/۲۵ کے حساب سے تیار ہے۔ خطبہ نمبر ۱۹۶۰۔ ۱۹۶۱۔ ۱۹۶۲۔ اکتوبر تک کا سیٹ موجود ہے فی پرچہ دو آنہ کے حساب سے ملیگا۔ اور بھی الفضل کے شروع سے لیکر متفرق خطبہ نمبر تیار ہے۔ اردو ریویو ۱۹۰۲ سے ۱۹۴۷ تک مکمل سیٹ فی جلد ۔/۸ روپیہ کے اور متفرق سال کے بھی اسی قیمت پر فی الحال ملیگا۔ متفرق پرچے پانچ آنہ فی کے حساب سے ملیگا۔ انگریزی ریویو فی الحال سنہ ۱۹۰۲۔ ۱۹۰۸۔ ۱۹۰۹۔ ۱۹۱۱۔ ۱۹۱۲۔ ۱۹۱۵۔ ۱۹۱۶ مجلد فی جلد ۔/۸ روپیہ کے حساب سے موجود ہے۔ متفرق پرچے بارہ آنے فی پرچہ تشحیذ الاذہان شروع ۱۹۰۶ سے ۱۹۲۲ تک مرتب وار فی جلد ۔/۶ کے حساب سے موجود ہے۔ مصباح عورتوں کا رسالہ متفرق جلدیں فی جلد ۔/۶ روپیہ کے حساب سے فی پرچہ چھ آنہ۔ فرقان قادیان و ربوہ تین چار جلدیں مکمل فی جلد ۔/۶ فی پرچہ پانچ آنہ۔ فرقان ربوہ والی متفرق مجلد فی جلد ۔/۶ روپیہ۔ ریویو کا شروع سے ۱۹۴۶ تک فی جلد ۔/۸ روپیہ۔ تاریخ متفرق جلد سیرۃ مسیح علی صاحب مرحوم کی جلد ۔/۸ تذکرہ دوسری مقدس صحائف اڈیشن نمبر دوم نایاب ہوگیا ہے۔ فی جلد فی الحال ۔/۲۵ روپے دو تین نسخے ہیں یہ ختم ہو گئے تو تیسرے ایڈیشن کا انتظار کرنا پڑے گا۔ حضرت مسیح موعودؑ کی کتب بطور سیٹ دس جلد تک لوہ شائع ہو چکی ہے۔ موجود ہے اکٹھے لینے پر فی جلد ۔/۵ کے حساب سے ملیگی تفسیر منیر مصنفہ حضرت آمدی بیمج خرچ ڈاک جنگی ۔/۶ ۔/۲ ریویو الفضل کا پرانا فائل البیعۃ نمبر متفرق سال کے فی پرچہ اصل قیمت متفرق تفسیر کبیر کا نمبر جعلی الوحیۃ سورہ یونس تا کہف ۔/۵ سورہ نبا تا والناس ۔/۱۵ روپے سورہ مریم کی تا سورہ نمل و عنکبوت ۔/۸ تینوں خلاصہ تفسیر کبیر کی قیمت ۔/۱۵۔ انگریزی ترجمۃ القرآن مکمل قرآن پارہ ۔/۱۵ باقی کتب حضرت مسیح موعود زیر حضرت قرآن شریف مع ترجمہ با محاورہ یہ سب کتب منگوانا ہو تو کم از کم نصف قیمت بطور پیشگی ضرور ساتھ ہو۔ اگر زیادہ کتب منگوانی ہو تو نزدیک کا ریلوے سٹیشن کے نام بھی ضرور نصف قیمت پیشگی بھیجنا ضروری ہے۔ نیز اسلام کی چوٹی پاکیزگی تک پہلے مصنفہ حضرت شریف احمد کی سابق مبلغ ممالک کی سیٹ دو روپیہ صرف علیحدہ الگ بھی تمام کمپنی وہ ہوئے تکس جیسی حال شریف تین روپیہ ۔ چار روپیہ ۔ پانچ روپیہ فی عدد موجود ہیں

خاکسار: محمد الدین مالاباری درویش قادیان ایسٹ پنجاب

جناب ڈی سی صاحب گورداسپور کی پریس کانفرنس

گورداسپور ۱۳ر نومبر۔ جناب ڈی سی گورداسپور شری سکھ دیو رائے بہل نے کل اپنی پریس کانفرنس میں بتایا کہ ماہ اکتوبر میں لا اینڈ آرڈر کی حالت تسلی بخش رہی۔ پولیس کی طرف سے انسداد جرائم کے لئے موثر کارروائی کی گئی۔ چینی جارحیت کا مقابلہ کرنے کے لئے پولیس کے نوجوانوں اور آفیسرز نے نیشنل فنڈ میں اپنی ایک یوم کی تنخواہ پیش کی اور افسران کی بیویوں نے ۱۸ تولے کے قریب سونا اس غرض سے پیش کیا۔ آپ نے بتایا کہ ضلع بھر میں ملکی دفاع کے لئے ایک حرکت پیدا ہو چکی ہے۔ نقد روپیہ اور سونے کی صورت میں عطیہ جات وصول ہو رہے ہیں۔ آپ نے انکشاف کیا کہ ریاستی حکومت نے فیصلہ کیا ہے کہ چینی مقابلہ میں جن نوجوانوں کو جانی نقصان پہنچے اُن کے خاندان کی دیکھ بھال کے لئے حکومت تسلی بخش اقدام کرے گی۔ آپ نے ایئر فورس میں نوجوانوں کی بھرتی کرنے کے لئے ریکروٹنگ آفیسر کے پروگرام کی تفصیل بھی بتائی اور بتایا کہ ۵ر دسمبر کو بٹالہ اور ۶ر دسمبر کو پٹھانکوٹ میں سکھ رجمنٹ کی بھرتی کے لئے آئیں گے۔

نیشنل فنڈ میں آمدہ روپیہ کے بارہ میں آپ نے بتایا کہ ۱۰ر نومبر تک ضلع میں ۵،۲۶،۶۴۵ روپے اور ۴۰ تولہ سونا وصول ہو چکا ہے۔

آپ نے بتایا کہ سول ڈیفنس کے لئے بھی موثر کارروائی کی جارہی ہے۔ اسی طرح تھانہ وار رائفل ٹریننگ کا بھی جلد از جلد انتظام کیا جارہا ہے۔

چینی جارحیت کے خلاف حکومت سے تعاون کی پیشکش اور
جناب چیف سیکرٹری صاحب پنجاب کا مکتوب

نظارت امور عامہ قادیان نے جناب سردار گیان سنگھ صاحب چیف سیکرٹری حکومت پنجاب کی خدمت میں چینی جارحیت کے مقابلہ کے لئے جو تعاون کی پیشکش احمدیہ جماعت کی طرف سے کی گئی تھی۔ اس کے جواب میں مندرجہ ذیل چٹھی موصول ہوئی ہے نمبر ۴۲۔ NB۔ ۳۴ مورخہ ۶/۱۱/۶۲

از طرف سردار گیان سنگھ کاہلوں چیف سیکرٹری حکومت پنجاب چنڈی گڑھ۔

بخدمت ناظر صاحب امور عامہ احمدیہ جماعت قادیان

مکرم بندہ۔ مجھے ہدایت کی گئی ہے کہ میں آپ کی چٹھی ۷۲/۲/۶۲-۱۷ مورخہ ۲۹/۱۰/۶۲ کی رسیدگی کی اطلاع دوں اور احمدیہ جماعت کی طرف سے جو امداد اور تعاون کا اظہار کا اظہار اس موقعہ پر کیا گیا ہے اس کا شکریہ ادا کروں۔

(دستخط) انڈر سیکرٹری برائے چیف سیکرٹری۔

جماعت احمدیہ قادیان کی طرف سے چین کی جارحیت کے خلاف امداد کی پیشکش
اور
وزیر داخلہ ہندوستان کی طرف سے شکریہ

از وزیر داخلہ ہندوستان
مورخہ ۲ر نومبر

مکرم بندہ

حسب ہدایت میں آپکی چٹھی جسکے ساتھ وزیر اعظم صاحب کے نام کی چٹھی کی نقل منسلک ہے کی ترسیل پر شکریہ ادا کرتا ہوں۔ وزیر داخلہ ان جذبات کو جو آپکی جماعت نے ملکی مفاد میں پورا پورا تعاون و امداد دینے کے محرک ہوئے ہیں۔ قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ آپکا مخلص

(دستخط) ایس۔ ایس گپت معاون خاص

بخدمت شری برکات احمد صاحب راجیکی
ناظر امور عامہ
جماعت احمدیہ قادیان

خط و کتابت کے ساتھ چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیا کریں